مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ سے ملاقات

سرپرست ماہنامہ رشد حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ جہاں جماعت اہل حدیث کے سرپرست علماء میں سے ہیں، وہیں ان کا شمار اُن لوگوں میں ہوتا ہے جو قرآن وعلوم قرآن کے احیاء کا جذبہ عرصہ دراز سے اپنے سینہ میں سموئے ہوئے ہیں۔ اُن کی شدت احساس کا یہ عالم ہے کہ تقریباً پچھلی نصف صدی میں کبھی تو انہوں نے جماعت اہل حدیث میں اِحیائے تجوید وقراء ات کے لئے شیخ المشائخ قاری عبدالوہاب مکی رحمہ اللہ کی خدمات جامعہ لاہور الاسلامیہ میں حاصل کیں، تو کبھی شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ اور شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ کا تعاون حاصل کیا۔ آخر کار ان کے جذبہ خالصہ کا نتیجہ بتوفیق ایزدی یوں سامنے آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زیر سرپرستی برصغیر پاک وہند میں شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ کے تعاون سے ایک جدید نظامِ تعلیم کی بنیاد قائم کی۔ کلّیة القرآن الکریم والعلوم الاسلامیة وہ علمی تحریک ہے، جس کی بدولت علماء اور قراء کے نصابِ تعلیم کو یوں سمو دیا گیا ہے کہ اب آہستہ آہستہ پاکستان میں عالم غیر قاری اور قاری غیر عالم کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے، لیکن حافظ صاحب کے جذبے ابھی جوان ہیں۔ وہ احساس رکھتے ہیں کہ کلّیة القرآن الکریم کی تحریک صرف 'علوم قراء ات' کے فروغ کی تحریک بننے کی بجائے احیائے فکر قرآنی وعلوم قرآن کی جامع صورت اختیار کرے۔

پاکستان میں اس مبارک تحریک کا آغاز کس طرح ہوا، کن مشکلات سے گذرتے ہوئے یہ سفر طے ہوا، نیز ابتداء میں بانی ادارہ کے اس تحریک سے اَصل عزائم کیا تھے اور وہ کہاں تک پورے ہوئے، کون سی کمیاں باقی رہ گئیں جنہیں آئندہ جدوجہد کے اہداف میں سامنے رہنا چاہئے وغیرہ جیسے اہم اُمور کے سلسلہ میں ماہنامہ رُشد کے قراء ات نمبر کے لئے انٹرویو پینل کے سامنے حضرت حافظ صاحب حفظہ اللہ نے اپنے تفصیلی خیالات کا اظہار فرمایا ہے، جسے ہم تحریک کلّیة القرآن کے وابستگان کے لئے مشعل راہ خیال کرتے ہوئے بطور خاص شائع کررہے ہیں۔ انٹرویو پینل ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ (مدیر مادر اِدارہ کلّیة القرآن، لاہور)، کامران طاہر حفظہ اللہ (سینئر ریسرچ سکالر مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور)، حافظ نعیم الرحمٰن ناصف حفظہ اللہ (نائب مدیر 'رُشد') اور عمران اسلم ساجد حفظہ اللہ پر مشتمل تھا۔ [ادارہ]

رشد: حفاظ گروپ اور مدرسہ رحمانیہ کا پس منظر کیا ہے؟

مولانا: ہمارے دینی کام کی ابتداء تو ہمارے دادا میاں روشن دین رحمہ اللہ سے ہوئی۔ انہیں والدین سے بے پناہ دولت ملی، مگر وہ سنبھال نہ سکے۔ جب دولت ضائع کر بیٹھے تو انہیں احساس ہوا کہ سنبھل کر چلنا چاہیے۔ اس سلسلے میں دین کا شوق ہوا تو دین کا علم پڑھنے کے لیے 'لکھوکی' میں چلے گئے۔ اگرچہ روشن دین نام تو والدین نے رکھا تھا، لیکن اس میں غالباً اللہ کی حکمت یہ تھی کہ ان سے دین کو روشن کرنے کا کام لینا تھا۔ انہوں نے دین کا محور قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مجید کو سمجھا، اس لیے اللہ نے جب انہیں حج کی سعادت بخشی تو حج میں انہوں نے ملتزم پر جو دعا کی وہ یہ تھی کہ ''اے اللہ! میری اولاد کو قرآن کا حافظ اور محافظ بنا دے۔''

حج سے واپس آکر انہوں نے اپنی اولاد کے لیے یہ کوشش شروع کر دی کہ پہلے ان کو قرآن حفظ کروایا جائے اور پھر بعد میں قرآن مجید کی تعلیمات سے آشنا ہوں۔ ان کا یہ شوق اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں اس طرح پورا کیا کہ پھر ان کی اولاد کے اندر حفظ کا سلسلہ چل پڑا۔ تقریباً ایک صدی سے صورتحال یہ ہے کہ ہمارے خاندان کے اندر قرآن مجید کے حفظ سے تعلیم کی ابتدا ہوتی ہے۔ ہر لڑکا اور لڑکی پہلے قرآن مجید حفظ کرتے ہیں اور اس کے بعد پھر وہ کوئی بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

میاں روشن دین رحمہ اللہ نے اپنے اکثر لڑکوں کو قرآن مجید حفظ کروایا۔ کمال تو اللہ رب العالمین کی ذات کو ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نیک خواہشات کو جب پورا کرتے ہیں تو ان کو کامیابی دیتے ہیں۔ میاں روشن دین رحمہ اللہ کی اولاد میں سے پانچ لڑکے حافظ قرآن تھے۔ ان سے سب سے بڑے رکن دین رحمہ اللہ ہیں، اس کے بعد حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ ہیں، اس کے بعد حافظ محمد حسین رحمہ اللہ ہیں (جو میرے والد تھے)، اس کے بعد حافظ عبدالرحمٰن کمیر پوری رحمہ اللہ ہیں۔ ہمارے ایک تایا عبدالقادر رحمہ اللہ بھی تھے، چونکہ وہ بچپن ہی میں وفات پا گئے تھے، اس لیے مجھے ان کا پتہ نہیں کہ وہ قرآن کے حافظ بن سکے یا نہیں۔ واضح رہے کہ حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ سے بڑے ہمارے تایا رکن دین رحمہ اللہ کے ایک بیٹے کا نام بھی عبدالقادر ہے، جو بعد میں 'مناظر اسلام' کے لقب سے معروف ہوئے اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کے نام سے شہرت حاصل کی۔ ابھی چند سال قبل ہی فوت ہوئے ہیں۔ اس طرح سے میرے ایک تایا کا نام بھی عبدالقادر ہے اور تایا زاد بھائی کا نام بھی عبدالقادر ہے۔

ہم اپنی اُٹھان کمیر پور سے رکھتے ہیں۔ کمیر پور آج کل ضلع امرتسر کا ایک حصہ ہے، جبکہ اس وقت یہ تحصیل 'اجنالہ' کا حصہ تھا۔ کمیر پور میں ہماری درسگاہ چھوٹی تھی، جس نے روپڑ میں جا کر وسیع شکل اختیار کر لی اور یہیں سے ہماری دعوت اور پیغام پورے ہندوستان میں پھیلا۔ اسی اعتبار سے ہم لوگ 'روپڑی' کہلائے۔ روپڑ میں دینی مشن کے سلسلہ میں چونکہ زیادہ کام ہمارے تایا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ نے کیا تھا، اس حوالے سے محدث روپڑی رحمہ اللہ کو روپڑی خاندان کا سربراہ کہا جا سکتا ہے۔ انہوں نے روپڑ میں درس گاہ بھی چلائی اور 'تنظیم اہل حدیث' کے نام سے رسالہ بھی نکالا اور اسی طرح ان کی بے شمار تصانیف بھی موجود ہیں، جو روپڑ میں شائع ہوتی رہیں۔ اسی طرح وہ روپڑ میں عوام کے لیے بڑے بڑے جلسے اور کانفرنسیں بھی کیا کرتے تھے، جن میں ہندوستان بھر کے علماء شریک ہوتے۔ یہ سلسلہ یوں چلتا رہا۔ حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ پاکستان آنے سے پہلے اپنے آپ کو امرتسری کہلاتے تھے، کیونکہ روپڑ میں تو وہ اس وقت تک خود موجود تھے، لیکن جب ہم لوگ روپڑ سے پاکستان آ گئے، تو ہمیں 'روپڑی' کہا جانے لگا۔ روپڑ پاکستان بننے سے پہلے ایک تحصیل تھی، لیکن اب یہ ہندوستان کا ایک ضلع ہے۔

میں آپ کو یہ تعارف کروا رہا تھا کہ ہمارے دادا روشن دین کی دعاؤں اور کوششوں سے ہمارے خاندان میں رواج پڑ گیا کہ ہمارا ہر بچہ اور بچی حفظ سے ابتدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام کافی کامیاب دکھایا۔ چند سال پہلے روزنامہ جنگ سے کچھ اخبار نویس آئے تو انہوں نے ہمارے خاندان کو اکٹھا کر کے ہم تمام کا انٹرویو کیا تھا اور پھر حفاظ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے نام سے ہمارا تعارف چھاپا جو پورے صفحے پر محیط تھا۔ تو اس اعتبار سے ہمارے خاندان کے اندر حفظ کا شوق کامیاب ہوا۔

ہمارے دادا کا ایک اور جذبہ یہ تھا کہ دین کی جو خدمت کی جائے وہ معاوضے کے بغیر ہو، کیونکہ عوام جس شخص کو محتاج سمجھتے ہیں اس کی بات کا اثر نہیں لیتے۔ اس لیے وہ ہمیشہ تلقین کیا کرتے کہ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہوں۔ اگرچہ ابتدا میں بھائیوں کے درمیان محبت پیار ہوتا ہے، اس اعتبار سے ہمارے بزرگ آپس میں اس طرح کا اظہار کرتے کہ جو دین کا کام کرنے والے ہیں وہ دین کا کام کریں اور دوسرے ان کی مدد کریں اور ان کے ساتھ تعاون کریں۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا لیکن ہمارے دادا مرحوم اس بات کی نصیحت کیا کرتے تھے کہ انسان دوسرے کا دست نگر نہ ہو۔ اگر وہ دین کا کام بھی کرتا ہے تو بھی موقع ملے تو اسے اپنی معیشت کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے دادا کی اولاد میں ہمارے والد حافظ محمد حسین رحمہ اللہ خاص طور پر اس بات کے علمبردار بنے کہ وہ خود اپنی معاش کا انتظام کریں گے۔ ہمارے والد مرحوم کا نام مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ (جو ہمارے دادا کی خاص محترم شخصیت تھی اور جن سے ہمارے دادا کو بڑی عقیدت تھی) کے نام پر رکھا گیا تھا، ورنہ عام طور پر ہمارے چچا اور تایا وغیرہ کے ناموں کے اندر 'عبد' کا لفظ موجود ہے۔ بہرحال مذکورہ سوچ سے ہمارے والد مرحوم نے بڑے کام کیے۔ صابن سازی کا کام بھی ہوا، پولٹری فارم کا کام بھی ہوا اور اس طرح کے اور کام بھی ہوتے رہے، لیکن پھر انہوں نے اپنا ایک کام ایسا پکا کرلیا، جس کو وہ زندگی کے آخر دم تک انجام دیتے رہے، وہ ٹیکسٹائل کا کام تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو فیکٹری لگائی اس کا نام رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز تھا اور کہتے ہیں کہ رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز میں جب کام کی ابتدا ہوئی تو اس وقت میری پیدائش ہوئی تھی۔ اب یہ ہے کہ 'رحمانیہ' نام میرے نام کی مناسبت سے رکھا گیا یا رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز کی مناسبت سے میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا، معلوم نہیں۔ ویسے تو أحبُّ الأسماء إلی اللہ عبد اللہ وعبدالرحمن، اس مناسبت سے والد صاحب نے بڑے بھائی کا نام عبداللہ رکھا، جبکہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے۔

اس طرح ہمارے کام کی ابتدا ہوگئی اور والد صاحب مرحوم اپنی زندگی کے آخری دموں تک جو کام بطورِ معیشت کرتے رہے، وہ ٹیکسٹائل کا کام ہی تھا۔ بعد ازاں ہماری ٹیکسٹائل کی فیکٹری چونکہ جل گئی تھی، اس اعتبار سے یہ تصور پیدا ہوا کہ ایسا کام کرنا چاہیے جس کو آگ نقصان نہ دے۔ لہٰذا پھر ہم نے لوہے کا کام شروع کیا، جس میں ہمارا مخصوص میدان پائپ تھا اور پھر پائپ کی کئی قسمیں ہیں۔ اس میں پائپ کی ایک قسم وہ ہے جس میں جوڑ نہیں ہوتا۔ ہم نے اس کے لیے کاروبار سیٹ کیا، لیکن تصور وہی تھا کہ دین کا کام کرنے والے اور کاروبار کرنے والے دونوں اس طرح اکٹھے ہوں کہ عوام کی محتاجی نہ ہو، تاکہ عوام میں کوئی دین کا پیغام پھیلے تو عوام محتاج سمجھ کر دین کے پیغام کو ہلکا نہ سمجھیں۔ اب والد مرحوم اس بات کا خاص اہتمام کرتے تھے کہ معیشت اور دینی خدمات اکٹھی ہو جائیں۔ وہ زندگی میں ہمیں بھی یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ آپ محتاجی سے بچ کر باہم اتفاق کے ساتھ کام کریں تاکہ آپ کا کام عوام میں مؤثر ہو۔

بعد میں ہماری رحمانیہ ٹیکسٹائل مل (جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ آگ لگنے سے تباہ ہوگئی تھی) کو والد صاحب نے اپنے زمانہ میں درسگاہ کی شکل دے دی تھی، لیکن یہ درسگاہ میرے مدینہ منورہ سے آنے کے بعد صحیح طرح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Establish ہوئی۔اس ادارہ کی ایک مناسبت یہ بھی تھی کہ ہندوستان کے اندر ایک بہت بڑی درسگاہ تھی، جس کا نام 'رحمانیہ' تھا اور دہلی میں یہ درسگاہ تقسیم ہند تک چلتی رہی۔اس درسگاہ کے اندر تعلیم اور امتحانات کا نظام ہمارے خاندان کے سپرد کیا گیا تھا۔اس درسگاہ کے اصل بانی تو ہندوستان کے دو تاجر تھے، بڑے بھائی کا نام عبدالرحمٰن اور چھوٹے بھائی کا نام عطاء الرحمٰن تھا، انہوں نے درسگاہ کے عروج کے لیے بہت کام کیا، لیکن تاجر ہونے کے ناطے علمی اور فکری کام ہمارے بزرگوں کے سپرد تھا۔اس اعتبار سے ہمارے خاندانی کے بانی مبانی چار بزرگ، جن میں چار لوگوں کا نام آتا ہے، یعنی ہمارے تایا حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ، ہمارے والد حافظ محمد حسین روپڑی رحمہ اللہ، حافظ اسماعیل روپڑی رحمہ اللہ اور حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ وغیرہ امتحان کے سلسلے میں وہاں جایا کرتے تھے۔رحمانیہ کے نصاب کے بارے میں اگر کوئی کسی قسم کا اعتراض کرتا تو ہندوستان بھر کے علماء کو یہی کہا جاتا تھا کہ آپ بڑے میاں سے بات کریں اور بڑے میاں سے مراد حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ ہوا کرتے تھے۔تو ہماری درسگاہ کا نام 'رحمانیہ' رکھنے کی دوسری مناسبت یہ تھی۔

رشد: مدرسہ رحمانیہ سے 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' تک ارتقاء کی مختصر تاریخ بتایئے؟

مولانا: جب میں نے اس درسگاہ کو Establish کیا تو میں نے کوشش کی کہ اس درسگاہ کو 'رحمانیہ' کی شکل پر استوار کیا جائے تو چونکہ رحمانیہ بڑی نمایاں درسگاہ تھی، اس لیے میرا عزم بھی یہ تھا کہ 'مدرسہ رحمانیہ' جو ہندوستان کی تقسیم کے وقت اپنا اُس طرح کا وجود باقی نہ رکھ سکا تھا (اگرچہ نام کے اعتبار سے بعدازاں یہ کراچی میں کوشش کی گئی تھی کہ اس کا وجود باقی رکھا جائے) تو ہماری یہ کوشش تھی کہ 'رحمانیہ' لاہور میں قائم کریں۔جس طرح ہندوستان میں 'رحمانیہ' سے طلباء اور اساتذہ کا ایک ترجمان نکلا کرتا تھا، جس کا نام 'محدث' تھا اسی طرح ہم نے 'رحمانیہ' لاہور سے بھی ایک مجلّہ 'محدث' کے نام سے عرصہ چالیس سال قبل جاری کردیا۔

انسان کا اپنا مزاج ہر کام میں اثر انداز ہوتا ہے، چونکہ میرا مزاج یا تو تدریسی تھا یا تحقیقی، اس اعتبار سے میں نے جب تدریسی کام کیا تو محسوس کیا کہ تدریسی کام کو اعلیٰ پیمانے پر کرنے کے لیے تحقیقی کام بھی کریں۔اگرچہ میں اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھا کرتا ہوں کہ انسان اگر فرش پر سے چھت پر جانا چاہے تو اس کو سیڑھی کے ذریعے جانا پڑتا ہے اور یہی طریقہ درست ہے۔اگر چھلانگ لگائے گا تو گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے، اس لیے سیڑھی کے ذریعے جانا چاہیے۔اس لحاظ سے میں نے پہلی کوشش یہ کی کہ جب 'رحمانیہ' درسگاہ کھولی تو اس وقت بعض مصلحین کے اندر بڑی خواہش پائی جاتی تھی کہ مدرسوں کے اندر درجہ بندی ہونی چاہیے، چنانچہ میں نے 'رحمانیہ' درسگاہ کو ثانوی تک رکھا اور یہ کوشش کی اس میں ثانوی تعلیم کو منظم کیا جائے۔ثانوی تعلیم کے بعد انسان جب عملاً کام کرتا ہے تو ایک چیز بڑی اہم ہوتی ہے کہ اسے ساتھی کیسے ملتے ہیں۔اس لیے کہ انسان کے پاس جس طرح کے ساتھی ہوں گے وہ اسی طرح کا کام کرسکے گا، تو مجھے مولانا صادق خلیل رحمہ اللہ ملے اور اسی طرح میرے ساتھیوں میں حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ، مولانا عبدالسلام کیلانی رحمہ اللہ اور اسی طرح کے دیگر اہل علم اشخاص شامل ہوئے، تو میں نے 'رحمانیہ' کو آگے بڑھانے کے لیے ابتدا میں تو صرف اعلیٰ کلاسیں کھولیں۔

یہ اعلیٰ کلاسیں دو طرح کی تھیں: ایک تو ہمارے دینی نظام تعلیم کی اعلیٰ کلاسیں اور دوسرا چونکہ یہ ضیاء الحق مرحوم کا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور سامنے تھا، اس نے نفاذِ شریعت کا نعرہ لگایا تھا اور کہا کہ ہم ایسی عدالتیں کھولیں گے جو شریعت کے مطابق کام کریں گی، تو ہم نے چاہا کہ یہاں کے قانون دان طبقے کی بھی اسلامی تربیت ہونی چاہیے، پھر دونوں کا مزاج چونکہ بالکل مختلف ہوتا ہے، دینی نصاب کا مزاج الگ جبکہ قانون دان طبقے کا مزاج الگ ہوتا ہے، اس لیے ہم نے ان دونوں کاموں کو الگ الگ نصاب بنا کر کرنے کی کوشش کی۔ اُس وقت ہمارا کام ثانوی مرحلے پر مدرسہ رحمانیہ کا تھا اور جو اعلیٰ تعلیمی درجے کے لیے ہم نے سوچا تو چونکہ انسان کے سامنے Goal (مقاصد) ہوتے ہیں تو ہم نے Goal کے طور پر نام تو 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' رکھا، البتہ اس کے ذیل میں اس وقت دو چیزیں مزید شامل کیں: ایک تو كلّية الشريعة کی ابتدا کر دی اور دوسرا ہم نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو پڑھانے اور ٹریننگ دینے کا کام 'المعهد العالي للشريعة والقضاء' کے نام سے شروع کیا۔

اس وقت جب ہم نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو تربیت دینا شروع کی تو ہماری کوشش تھی کہ یہ لوگ یہاں سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد سعودی عرب میں بالخصوص اور دیگر ملکوں میں جا کر پڑھیں۔ اس کام کے لیے ہم نے رابطے بھی کیے۔ اس اعتبار سے ہم نے مدرسہ کا نام جب 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کا نام رکھا تو یہ عربی انداز کو سامنے رکھتے ہوئے رکھا۔ عام طور پر پاکستان میں یہ انداز نہیں ہے۔ پاکستان میں اگر یہ نام بولا بھی جاتا ہے تو عموماً جامعہ اسلامیہ، لاہور کے نام پر بولا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں لوگ یا تو جامعہ اسلامیہ، لاہور کے نام سے پکارتے رہے یا کسی نے ہماری ثانوی تعلیم سے رحمانیہ لیا اور اُدھر سے جامعہ لیا تو 'جامعہ رحمانیہ' کہہ دیا۔ پاکستان میں ہمارا تعارف جامعہ اسلامیہ، لاہور یا جامعہ رحمانیہ، لاہور کے نام سے زیادہ ہوتا رہا اور عرب ممالک میں 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کے نام سے پھیلا۔

میں نے آپ کو مختصر سا یہ بتایا ہے کہ 'مدرسہ رحمانیہ' سے 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' تک ہماری ارتقاء کی کیا تاریخ ہے، لیکن میں ایک بات مکمل کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے جب کاروبار کو ترقی دی تو اس وقت ہم نے سوچا کہ ہمارا کاروبار خواہ کوئی بھی ہو، ہم کام 'حفاظ گروپ' کے نام سے کریں گے۔ اس اعتبار سے پھر ہمارا تعارف 'حفاظ گروپ' کے نام سے ہونے لگا۔ اس طرح ہمارا کاروباری تعارف 'حفاظ گروپ' کا ہے اور ہمارا دینی کام 'رحمانیہ' کے نام سے آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے، لیکن میں نے آپ کو بتایا کہ ابھی تک ہمارا کام 'رحمانیہ' کے نام سے ہی پاکستان و ہندوستان میں متعارف ہے۔ لوگ 'جامعہ لاہور اسلامیہ' کے بجائے 'جامعہ رحمانیہ' کہہ دیتے ہیں۔ ہم بھی جب 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' لکھتے ہیں تو اس کے ساتھ بریکٹ میں 'رحمانیہ' کا لفظ لکھ دیتے ہیں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' سے کونسا ادارہ مراد ہے۔

تعلیم

رشد: كلّية القرآن الكريم کے ابتدائی دور کی مشکلات اور ارتقاء کے بارے میں کچھ بتائیے؟

مولانا: قرآن مجید کی متنوع قراءتیں قرآن مجید کا توسع ہیں اور توسع ہی کا ذکر ہم کر رہے تھے کہ كلّية القرآن کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے ہمارا توسع سعودی عرب سے رابطہ کی صورت میں ہوا، چونکہ كلّية القرآن کے ذمہ داروں میں قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کا ذکر ہوا ہے، قاری صاحب اس سے پہلے مدینہ منورہ میں كلّية القرآن، مدینہ یونیورسٹی اور سعودی عرب کے إذاعة القرآن الكريم کے باہمی تعاون کی صورت میں متنوع قراءات پر کام کر رہے تھے۔ اس طرح سے كلّية القرآن کے سلسلے میں ہمارا پہلا رابطہ انہی سے ہوا۔ جبکہ ہمارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا رابطہ کویت سے ہوا، جس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ میرے بیٹے ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی سلمہ کو کویت میں قیام اللیل میں قرآن مجید سنانے کی دعوت ملی۔ ۲۰۰۰ء میں حمزہ صاحب قرآن مجید سنانے کے لیے کویت میں گئے۔ قرآن مجید میں آواز کا حسن اللہ تعالیٰ کی دین ہے اور نبی کریم ﷺ کا حکم بھی ہے کہ

«حسّنوا القرآن بأصواتكم»

اللہ تعالیٰ نے کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ سے جن نوجوانوں کو آواز کا حسن دیا تھا، ان میں قاری صہیب احمد میر محمدی اور ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی نمایاں تھے۔ قاری صہیب احمد، چونکہ قاری ابراہیم میر محمدی ﷾ کے بھائی تھے، چنانچہ قاری صاحب کی وجہ سے سعودی عرب میں جو متنوع قراءات کا پروگرام تھا، بعدازاں وہ اس کام کو آگے بڑھاتے رہے، جبکہ کویت میں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی نے اس کی ابتدایوں کی کہ جب وہاں قرآن سنانے گئے تو قرآن مجید کی سورتوں کو متنوع قراءتوں میں سنانا شروع کیا۔ چونکہ یہ عربی ملک ہیں اور عربی ملکوں کے اندر قرآن کریم کی مختلف قراءتوں کا تعارف پہلے سے موجود ہے۔ اسی بناء پر اس طرح سے نمازوں میں قراءتوں کی تلاوت سے زیادہ مشکلات سامنے نہ آئیں اور اچھی آواز میں متنوع قراءتوں کی تلاوت کافی پسند کی گئی اور قیام اللیل میں تراویح پڑھنے والوں کی حاضری کافی بڑھ گئی۔ اس سے کویت کے اندر کافی حوصلہ افزائی ہوئی کہ قرآن مجید کو متنوع قراءتوں میں پڑھا جائے۔ اس سلسلہ میں جو اہل علم کویت میں موجود تھے، ان میں فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق علی ابراہیم موسی ؒ اور ڈاکٹر محمد ابراہیم ﷾ وغیرہ شامل ہیں، جن کی تائید سے لوگوں میں یہ معمول مقبول ہوگیا۔ اب پچھلے دس سالوں میں کویت کی صورتحال یہ ہے کہ وہاں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی کی مثل دس کے قریب بڑی مساجد میں قیام اللیل مختلف قراءات میں ہورہا ہے۔ الشیخ عبدالرزاق ؒ، جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، پاکستان کے بڑے بڑے قراء حضرات کے استاد ہیں، جیسا کہ قاری محمد ادریس العاصم ﷾، قاری محمد ابراہیم میر محمدی ﷾ اور قاری احمد میاں تھانوی ﷾ وغیرہ ان سے مدینہ یونیورسٹی میں قراءات سیکھتے رہے۔ آپ مدینہ یونیورسٹی کے بہت دیر استاد بھی رہے ہیں اور مجمّع ملك فهد سے بھی ان کا تعلق رہا ہے۔ ابھی چند ماہ قبل کویت میں ان کا انتقال ہوگیا۔ بہر حال ان لوگوں کی تائید بڑی حوصلہ افزا ہوئی اور یہ نوجوان ان شیوخ کی حوصلہ افزائی کے ساتھ کویت میں اپنے مقاصد میں کامیاب رہے۔

کویت میں قرآن مجید کی اچھی تلاوت کرنے والے اور لوگ بھی موجود ہیں، لیکن وہاں امتیازی کام یہ ہوا کہ متنوع قراءتوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی گئی۔ اس سلسلے میں تلاوت کا کام جو ڈاکٹر حمزہ مدنی نے شروع کیا، وہ بعد ازاں ریکارڈ ہونے لگا۔ مختلف اداروں نے اس سلسلہ میں مسابقت کی، جن میں 'تسجیلات حاملُ المسك الإسلامية' اور 'تسجیلات کیفان الإسلامية' کا تعاون بہت خوش آئند رہا۔

ابھی تک مجمّع ملك فهد کے اندر جو قرآن مجید کی متنوع قراءتوں کی ریکارڈنگ کا اہتمام تھا، ان میں زیادہ تر وہ قراءتیں ریکارڈ کی گئی تھیں، جو مشہور ملکوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی ممالک کے مشرق میں امام عاصم ؒ کی قراءۃ امام حفص ؒ کی روایت سے معروف ہوئی۔ اسی طرح اسلامی ملکوں کے مغرب میں امام نافع ؒ کی قراءۃ نے شہرت پائی۔ اگرچہ شمالی افریقہ کے جو ممالک 'مغاربہ' کہلاتے ہیں، وہاں امام نافع ؒ کی قراءات ان کے دو شاگردوں کی روایت سے معروف ہوئی: ایک روایت ورش عن نافع ہے اور دوسری روایت قالون عن نافع ہے۔ مغربی اسلامی ممالک، جن میں مراکش، الجزائر، لیبیا، تیونس اور موریطانیہ وغیرہ آتے ہیں، ان میں عام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور پر امام ورش رحمہ اللہ اور امام قالون رحمہ اللہ دونوں کی روایت اسی طرح رائج ہے، جس طرح مشرق کے اندر روایت حفص عن الامام عاصم متداول ہے۔

سعودی عرب حرمین کی وجہ سے بہت محترم ملک سمجھا جاتا ہے، اس نے عالم اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے متداول قراءتوں کی ریکارڈنگ کا اہتمام کیا اور مجمّع ملك فهد نے وہ قرآن مجید بھی شائع کر دیئے، جو ان ملکوں میں پڑھی جانے والی قراءتوں اور روایتوں کے مطابق ہیں۔ امام قالون رحمہ اللہ کی روایت کا زیادہ اہتمام لیبیا نے کیا اور لیبیا کے اسلامی ادارے اسی کے مطابق قرآن مجید شائع کرتے ہیں اور اسی طرح مجمّع ملك فهد نے بھی امام قالون رحمہ اللہ کی روایت میں مصحف شائع کیا ہوا ہے۔ اسی طرح امام ورش رحمہ اللہ کی روایت میں مصحف جہاں مراکش وغیرہ شائع کرتے ہیں، وہیں مجمّع ملك فهد نے بھی روایت ورش میں مصحف کو شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ روایت ورش میں مصحف قطر سے بھی شائع ہوا۔ میں اپنے دورہ 'قطر' سے واپسی پر وہ مصحف لے کر بھی آیا تھا، جو روایت ورش عن نافع میں قطر نے شائع کیا تھا۔

یہ تمام متداول روایتیں مجمّع ملك فهد نے شائع کیں۔ بات کویت کے حوالے سے ہو رہی تھی، تو اسی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ کویت میں جو کام آگے بڑھا وہ یہ تھا کہ چار متداول روایتیں جو کہ میں نے ذکر کر دی ہیں یعنی روایت حفص عن عاصم، روایت قالون عن نافع، روایت ورش عن نافع اور چوتھی قراءۃ، جو سوڈان کے اندر پڑھی جاتی ہے یعنی روایت دوری عن ابی عمرو بصری تو ان چار قراءتوں کا اہتمام تو دنیا کے مشہور ممالک پہلے سے کر رہے ہیں، جو باقی سولہ روایتیں ہیں (اس لیے کہ اس وقت دس قراءتیں متواتر ہیں اور ہر مشہور قاری سے آگے دو دو راوی ہیں، اس طرح روایتیں بیس بنتی ہیں) ان بیس میں سے چار کا اہتمام تو مجمّع ملك فهد نے کیا، جبکہ بقیہ قراءتوں کی ریکارڈنگ اور طباعت پر کام کویت میں شروع ہوا۔ ریکارڈنگ کی حد تک اس کام کی نوعیت یہ تھی کہ یہ کام پہلے قیام اللیل میں ہوا اور پھر بعد میں حامل المسك جیسے اداروں نے اپنے اسٹوڈیوز میں اس کی ریکارڈنگ کی۔ اس طرح ڈاکٹر حمزہ مدنی کا کام کویت میں آگے بڑھا اور پھر انہی کے واسطہ سے ہمارا کام عالمی سطح پر اجاگر ہوا۔ چونکہ انسان کے عزائم بہت بلند ہوتے ہیں، لیکن عملاً انسان جو کام کر سکتا ہے وہ اپنے وسائل کے مطابق ہی کر سکتا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ کویت کے اداروں اور وہاں کی مشہور شخصیات نے، جن میں مشعل سلیمان السعید حفظہ اللہ، الشیخ عبد اللہ عساکر حفظہ اللہ اور الشیخ عبد اللہ الکندری حفظہ اللہ وغیرہ کا نام کافی نمایاں ہے، ان لوگوں کے تعاون سے کویت میں بھرپور کام ہوا اور ہمارے ہونہار شاگرد ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد حفظہ اللہ کا بھی اس میں بہت نمایاں کردار ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر حمزہ مدنی کی بھرپور مدد کی اور جامعہ کے ایک فرزند ہونے کے ناطے سے ہمارے کام میں بہت زیادہ تعاون کیا۔

اس طرح کویت میں ہمارا کام آگے بڑھتا رہا۔ اس وقت کویت میں ہمارے کام کی صورتحال یہ ہے کہ ایک تو بیس روایتوں میں قرآن مجید کی تلاوت اور ریکارڈنگ ہو رہی ہے اور اس کام کو ریکارڈ کرنے کا کام حامل المسك وغیرہ ادارے کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا کام اور جہتوں میں بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس سلسلے میں کچھ تفصیل بعد میں ذکر ہوگی۔ قرآن مجید کی متنوع قراءات کے سلسلے میں سعودی عرب اور کویت نے ہمیں کافی سہارا دیا اور ہم اس کام کو آگے بڑھا کر ان ممالک کے تعاون سے اپنی مشکلات پر قابو پانے میں کافی حد تک کامیاب رہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ ہمارے ساتھ جہاں سعودی عرب اور کویت کا تعاون شامل ہے، وہاں اب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذشتہ چند سالوں سے متحدہ عرب امارات کے عربی احباب کا تعاون بھی شامل ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں شیخ یوسف نجیبی ﷾ اور شیخ حسن خانصاب ﷾ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کر رہے ہیں اور ڈاکٹر حمزہ مدنی گزشتہ سال سے وہاں بھی دوبئی کی مشہور مسجد 'صفا' میں متنوع قراءتوں میں نماز تراویح شروع کر چکے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے مشائخ نے ہم سے وعدہ لیا ہے کہ ہم وہاں ہر سال متنوع قراءتوں میں قرآن سنانے کا اہتمام کریں گے۔

میں نے کلّیۃ القرآن کی مشکلات کا ذکر کیا ہے کہ یہ توسع اصل میں مشکلات کا ایک حل تھا اور میں یہ بات آپ کے سامنے واضح کرنا چاہتا ہوں کہ خود نبی کریم ﷺ کے دور میں جب قرآن مجید کو سات حرفوں کے اندر پڑھنے کی وسعت دی گئی تو وہ بھی اصل میں عربوں کی تلاوت میں مشکلات کا ایک حل تھا۔ جس طرح دنیا میں مختلف زبانیں ہیں اسی طرح دنیا میں ہر زبان میں کچھ لفظ بھی مختلف ہوتے ہیں اور خصوصاً لہجہ اور طرز بھی مختلف ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح عربی زبان میں لہجوں اور طرزوں کا فرق موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ پر جب قرآن نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کئی لہجوں اور مختلف طرزوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اتارا۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کے دور میں قرآن مجید سات حروف میں مکمل ہوگیا۔

رشد: سبعة أحرف کا مفہوم کیا ہے؟ نیز قاری صاحب کے جانے کے بعد کلیہ قرآن کی حالیہ صورتحال کیا ہے؟

مولانا: قرآن کریم کا متعدد قراءتوں میں نزول اور پھر اس کا ثبوت تو تواتر کے ساتھ ثابت ہے، لیکن حدیث سبعة أحرف کی تشریح کے اندر اہل علم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ میں اپنے انٹرویو میں یہ اختلاف زیادہ پھیلانا نہیں چاہتا۔ اس سلسلے میں صرف راجح بات ذکر کر دیتا ہوں کہ سات اَحرف سے مراد عربی زبان کی لغات کا اختلاف ہے اور اس میں عربی زبان کے طرزوں اور لہجوں کا خصوصاً احاطہ کیا گیا ہے۔ حتی کہ قراءتوں میں لغوی اختلاف بھی زیادہ سنگین نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک لفظ کی جگہ پر ایک دوسرا متضاد لفظ رکھ دیا جائے، بلکہ وہ اختلاف بھی یہاں تک ہے کہ بعض قریبی الفاظ یا تو مخرج کے اعتبار سے قریبی ہیں یا صفت کے اعتبار سے، مثلاً سورۃ فاتحہ میں 'صراط الذین أنعمت علیهم' میں صراط کو 'زا' کے اشمام کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے اور خالص 'صاد' کیساتھ بھی۔ اس کے علاوہ بھی قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر صاد کی جگہ پر سین پڑھا جاتا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ اختلاف لغت کا بڑا اختلاف نہیں ہے، لیکن چونکہ مختلف قبائل جب ان الفاظ کو بولتے تھے تو وہ سین کے ساتھ، صاد کے ساتھ اور صاد میں زاء کے اشمام کے ساتھ بولتے تھے، چنانچہ اہل عرب کی ان مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن کریم کو مختلف اندازوں میں نازل کر دیا گیا، جنہوں قراء کی اصطلاحات میں قراءات کہا جاتا ہے۔

اس اختلاف کو ہم قرآن مجید کی لغت کا اختلاف کہہ سکتے ہیں اور یہ اختلاف صرف ظاہر کے اعتبار سے ہے، آپ اس کو تنوع ہی سمجھئے۔ یہ قرآن مجید کی وسعت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبائل کے لئے اپنی اپنی زبان، اپنی اپنی طرزوں اور لہجوں کے اندر پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ اس طرح یہ سات احرف نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ہی تلاوت میں موجود تھے۔ بعد میں انہی سات حرفوں نے قراءتوں اور روایتوں کی شکل اختیار کی۔ ہمارے ہاں پائی جانے والی قراءتیں انہی سات حروف سے اخذ ہوئی ہیں، جس طرح فقہاء میں سے بعض کی فقہ مرتب ہوئی ہے۔ ہمارے ہاں اہل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے اندر چار امام اور شیعہ کے ہاں تین مکتبہ فکر پائے جاتے ہیں۔اہل سنت میں سے چار اماموں نے بڑی شہرت پائی، جن میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ شامل ہیں اور شیعہ کے اندر جو تین مکتبہ فکر پائے جاتے ہیں، ان میں سے ایک امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو 'اثنا عشری' کہلاتے ہیں، دوسرے زین العابدین رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو 'زیدی' کہلاتے ہیں اور تیسرے اسماعیل بن محمد باقر کی طرف اپنی نسبت کرتے ہوئے 'اسماعیلی' کہلاتے ہیں۔

جس طرح پچھلے زمانوں میں مختلف اہل علم اور فقہاء زیادہ مشہور ہوگئے کہ لوگ ان کے پیچھے چلنے لگے، اسی طرح اہل علم میں سے کچھ لوگ قاری تھے، انہوں نے قرآن کو خاص انداز میں پڑھنے کا اہتمام کیا اور اس کے اندر یہی تنوع ملحوظ رکھا۔ایک تو لغوی اختلاف کا میں ذکر کر چکا ہوں، دوسرا یہ ہے کہ اس کے اندر لہجوں کا اختلاف ہے، یہ اختلافات ملحوظ رکھ کے انہوں نے جب اپنی قراءات وتلاوت کو منظم کیا تو یہ قراءتیں ان اماموں کی طرف منسوب ہوگئیں۔اب چونکہ امام بہت ہیں، اس اعتبار سے جو 'سات اَحرف' تھے وہ اب 'سات' نہیں رہے، بلکہ قراءتوں کی صورت میں ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔اب وہ قراءتیں جو تواتر سے ثابت ہیں دس ہیں اور پھر اس کے بعد ہر قاری کی آگے دو دو روایتیں ہونے کی بناء پر بیس روایتیں متواتر سمجھی جاتی ہیں اور یہ شکل عشری صغریٰ کہلاتی ہے اور اگر ان بیس روایتوں کے ذیلی اختلافات کو بھی ملحوظ رکھیں تو یہ اسی (۸۰) طرق بن جاتے ہیں۔اس لیے کہ ہر روایت کے ذیلی چار چار طرق ہیں، ان کو 'قراءات عشرہ کبریٰ' کا نام دیا جاتا ہے۔دنیا میں اس وقت جو روایتیں متداول ہیں، وہ عشرہ صغریٰ بھی ہیں اور عشرہ کبریٰ بھی اور اہل علم ان کی لوگوں کو سندیں جاری کرتے ہیں۔اس ضمن میں ہمارے ادارے نے بھی کوشش کی ہے کہ عشرہ کبریٰ کا اہتمام کیا جائے، اگرچہ ہم قبل ازیں عشرہ صغری کے فروغ کی کوششوں میں زیادہ جدوجہد کی وجہ سے زیادہ بھرپور انداز میں اس پر کام نہیں کر سکے، لیکن ہمارے کلّیۃ القرآن میں اس کا اہتمام پایا جاتا رہا ہے اور مزید کام آگے بڑھ رہا ہے۔اس سلسلہ میں جس طرح عشرہ صغری کے فروغ میں پہلے قاری محمد ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ نے ہمارے ساتھ تعاون کیا تھا، اب قراءات عشرہ کبری کی تدریس اور فروغ کے سلسلہ میں قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ ہمارے ساتھ تعاون بڑھا رہے ہیں اور ان کی زیرنگرانی اس سال کلیہ القرآن میں ہم قراءات عشرہ صغری کے بعد آخری دو کلاسوں میں 'قراءات عشرہ کبریٰ' کی تدریس مستقلاً شروع کر رہے ہیں۔

قراءتوں کا یہ کام جو اٹھارہ سال پہلے شروع ہوا تھا یہ ابھی یہیں تک پہنچا ہے۔اس سلسلے میں ہمیں ہمیشہ اساتذہ کی قلت درپیش رہی ہے۔اس لیے کہ اچھی آواز والے قاری باہر کے ملکوں میں چلے جاتے ہیں، کیونکہ وہاں ان کی خدمت زیادہ ہوتی ہے، اس طرح ہمیں ایک مشکل یہ بھی پیش آئی کہ ہمارے اس کام میں پیش پیش ساتھی محترم قاری محمد ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ کی جمیعة أحیاء التراث نے بونگہ بلوچاں کی ایک درسگاہ کے اندر تقرری کر دی اور چند سال سے قاری صاحب تدریس کے لیے وہاں تشریف لے جا چکے ہیں، لیکن ہم نے ان کو اپنے ساتھ یوں منسلک رکھا ہوا ہے کہ کلّیۃ القرآن الکریم کے ذمہ داروں کے طور پر وہ ہمارے ساتھ ہیں۔اگرچہ قاری صاحب کے وہاں جانے کے بعد باقاعدہ عملی سرپرستی کی صورت میں تدریسی خدمات تو ان کے استاد قاری یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ انجام دے رہے ہیں، لیکن قاری ابراہیم میرمحمدی حفظہ اللہ کی باقاعدہ نگرانی بھی ہمارے ساتھ شامل ہے۔

میں اس سے پہلے یہ بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے کلّیۃ القرآن کی ایک سرپرست مجلس ہے، جس کے اندر قاری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ رسولنگری ﷾، قاری ادریس العاصم ﷾، قاری عزیز ﷾ اور قاری اسلم ﷫ وغیرہ شامل رہے ہیں۔ ہماری بھرپور کوشش رہی کہ ہم ان لوگوں سے استفادہ کرتے رہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ہمارا یہ کام بہت عرصہ تک جزوی طور پر چلتا رہا ہے، اگرچہ کلّیۃ القرآن کی ابتدا تو قاری محمد ابراہیم ﷾ کے یہاں آنے کے کچھ عرصہ بعد ہوئی تھی۔ وہ ۱۹۹۱ء میں پاکستان تشریف لائے تو ہم نے یہ کام تب ہی سے کلیہ شریعہ میں شروع کروادیا تھا، جبکہ ۱۹۹۲ء میں ہم نے اس کا کلیہ الگ کر کے اس کا باقاعدہ اہتمام شروع کیا۔ اس کام میں میرے ساتھ قاری ابراہیم صاحب سے قبل جو ساتھی بھرپور تعاون کرتے رہے ہیں، ان میں دو افراد کا میں ذکر کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک نام تو شیخ القراء قاری عبدالوہاب مکی ﷫ کا ہے۔ قاری صاحب ہماری خواتین کے اندر قرآن مجید کو مختلف قراءتوں میں فروغ دینے کا اہتمام عرصہ دراز تک کرتے رہے۔ اللہ ان کو غریق رحمت کرے، اب وہ اللہ کے پاس جاچکے ہیں اور دوسری شخصیت قاری محمد ادریس عاصم ﷾ کی ہے، وہ ہمارے لیے الحمدللہ ابھی تک سرپرستی کا کام انجام دے رہے ہیں۔

ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی اور ادارے کیساتھ وابستہ ہوجائے تو اس کا ہمارے ساتھ جتنا بھی تعاون ہوسکتا ہے، ہم اس کو ممکن بنائیں۔ قاری ابراہیم میرمحمدی ﷾ جب اپنی مستقل ذمہ داری بونگہ بلوچاں میں انجام دینے لگے تو ہم نے قاری صاحب کو اپنا نگران بنا دیا، لہٰذا آج قاری صاحب ہمارے جامعہ کے انتظامی معاملات میں دخیل ہیں۔ جامعہ کے حوالے سے ہمیں کوئی بھی انتظامی یا نصابی مشکلات درپیش ہوں قاری صاحب کی باقاعدہ شمولیت ہوتی رہتی ہے اور قاری صاحب اس سلسلے میں بذات خود تشریف لاتے ہیں اور بھرپور تعاون فرماتے ہیں۔

جب قراءتوں کے سلسلے میں علمی مشکلات درپیش ہوئیں تو اس وقت بھی ذکر کردہ تمام حضرات ہمارے ممد و معاون رہے اور الحمدللہ آج ہم ان مشکلات سے نکل کر بڑی وسعت اور دلجمعی کیساتھ اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔

قدرت کا نظام ایسا ہے کہ انسان جب بڑا ہوجاتا ہے تو پھر اس کے شاگرد اس کا کام سنبھالتے ہیں۔ ہم لوگ بھی اب تقریباً بزرگوں میں شامل ہوچکے ہیں۔ ہمارا کام بھی ہماری اصلی اور معنوی اولاد سنبھالے ہوئے ہے۔ اسی طرح قاری ابراہیم میرمحمدی ﷾ کا قائم کردہ اصل کلّیۃ القرآن، جو لاہور میں موجود ہے، ان کی معنوی اولاد سنبھالے ہوئے ہے اور بطریقہ احسن اس کو چلا رہی ہے۔ اس وقت یہاں ان کے استاد (قاری یحییٰ رسولنگری ﷾) اور ان کے شاگرد مل کر کام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

اس کام کے اندر ہم نے متبادل محنتیں جاری رکھی ہوئی ہیں اور قاری صاحب کے جانے کے بعد کوئی خاص نمایاں کمی محسوس نہیں کی۔ اگرچہ ہم ان کے قدردان ہیں اور ہمیشہ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے پاس مستقل طور پر کام کریں، لیکن حالات کے اندر اتار چڑھاؤ رہتا ہے۔ انسان کی تمام خواہشات جس طرح وہ چاہتا ہے، پوری نہیں ہوتیں، لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو اس کے لیے متبادل راستے پیدا ہوجاتے ہیں۔

رشد: کیا وجہ تھی کہ کلّیۃ القرآن کے آغاز کے سلسلے میں آپ کی نظر انتخاب قاری ابراہیم میرمحمدی ﷾ پر ہی پڑی۔

مولانا: میرا شروع میں رابطہ قاری ابراہیم میرمحمدی ﷾ اور قاری ادریس عاصم ﷾ دونوں سے تھا، بلکہ میرا ایک رابطہ جامعہ ام القریٰ کے اندر قراءتوں کا کام کرنے والے ایک پاکستانی صاحب سے بھی تھا، لیکن افسوس کہ بعد میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متشدد ظالموں نے انہیں جوانی کی عمر ہی میں شہید کر دیا۔ اصل میں مجھے تو جو شخصیت میسر آئی اس کو میں نے لے لیا، ورنہ میری کوشش تو تھی کہ قاری ادریس عاصم ﷾ بھی یہیں میرے پاس آ جائیں، لیکن جب وہ گئے تھے اس وقت سے ہی ان کا رابطہ لسوڑیاں والی مسجد کے ساتھ تھا، اس لیے وہ اپنے وعدے کے مطابق وہیں آ کر سیٹ ہوئے۔ اس لیے عملاً قاری ابراہیم میر محمدی ﷾ کے ساتھ مل کر ہم نے اس کام کو آگے بڑھایا، اگرچہ ہم نے کلیہ القرآن کے افتتاح کے موقع پر آغاز ہی میں ایک سپریم کونسل بنالی تھی جس میں تمام سرپرستوں کو شامل کر لیا تھا۔ قاری یحییٰ رسولنگری ﷾، قاری محمد ادریس العاصم ﷾، قاری محمد عزیر ﷾ اور دیگر کئی حضرات کو ہم نے ابتداء ہی میں اس کونسل کے ارکان میں شامل کر لیا تھا، بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ کلیہ القرآن کے نصاب سازی کی بعض ابتدائی میٹنگز قاری محمد ادریس العاصم ﷾ کے گھر میں بھی منعقد ہوئیں۔

رشد: کلِّیۃ القرآن کا آغاز آپ نے کب فرمایا اور اس کے محرکات کیا تھے؟

مولانا: اس کلیہ کا آغاز آج سے تقریباً سترہ سال قبل ۱۹۹۲ء میں ہوا اور اس کا انتظام اس طرح ہوا کہ پہلے میں نے کلیہ الشریعہ کے اندر متنوع قراءتوں کا اہتمام کیا، پھر مجھے اس کے لیے مستقل کلیہ کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کلیہ کی ابتدا کے لیے سرپرست مجلس بھی بنائی گئی اور مجلس نے اپنی متعدد نشستوں کے اندر اس کا نصاب بنایا، تو الحمد للہ ہم نے نصاب سازی کر کے اگلے سال کلِّیۃ القرآن کی ابتدا کر دی۔

رشد: آپ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف معاملات میں بہت سے ممالک کا دورہ کرنے کا موقع دیا ہے، ان ممالک میں رائج قراءات کے بارے میں مختصر ذکر کر دیں۔

مولانا: قراءات کا ذوق مجھ میں بہت پہلے سے تھا۔ میرے والد گرامی تجوید کے لیے زور دیتے تھے، اس لیے جب میں 'جامعہ اہلحدیث، چوک دالگرہ' کے اندر ناظم تھا، اس وقت بھی میں مختلف قراء حضرات سے تجوید سیکھا کرتا تھا اور تجوید کے مطابق تلاوت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ پھر بعد میں بھی میں اس سلسلے میں کوشش کرتا رہا۔ جامعہ حقانیہ میں قاری غلام رسول صاحب کے پاس میں مستقل طور پر تجوید کی مشق کرتا رہا۔ جب میں مختلف ممالک میں گیا اور مختلف قراءتوں کا عملاً جائزہ لیا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ یہ کام دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے، مثلاً ہم نے تراویح مراکش کے اندر پڑھی تو ہم روایت ورش میں پڑھتے رہے۔ بلکہ جب میں مراکش میں دروس حَسَنِیَّۃ کے سلسلے میں جاتا رہا، تو وہاں ایک عالم دین، مدینہ منورہ کے کلیہ قرآن سے فارغ التحصیل موجود ہیں، انہوں نے جب ڈاکٹر حمزہ مدنی کی روایت ورش کی تلاوت سنی تو کہنے لگے کہ اصل ورش کی تلاوت یہی ہے۔ جو مراکش کے اندر ورش کی تلاوت چل رہی ہے، یہ پوری ورش نہیں ہے۔ صحیح ورش کی تلاوت وہ ہے جو ڈاکٹر حمزہ مدنی کی کیسٹ میں ہے۔ مجھے یہ سن کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

اسی طرح میں نے سوڈان میں دوری عن ابی عمرو بصری کی تلاوت سنی۔ سوڈان نے بعد ازاں جن روایتوں کا طبع کرنے کا اہتمام کیا ہے ان میں امام ابن کثیر مکی ﷫ کے دو راوی بزّی ﷫ اور قنبل ﷫ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سوڈان میں دیگر روایات کی تدریس کا بھی علمی سطح پر اہتمام پایا جاتا ہے، لیکن میں یہاں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سوڈان میں روایت حفص کے علاوہ روایت دوری بھی پڑھی جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں چار متداول روایتوں کو تو میں نے مختلف ممالک میں خود سنا ہے اور باقی روایتیں عوامی طور پر تو میں نے خود نہیں سنی ہیں، لیکن سبعة أحرف کی اگر چار روایتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں، تو تنوع تو ثابت ہوگیا۔ اب جب دنیا میں تنوع پایا جاتا ہے تو خواہ وہ چار کا ہی ہو تو اس تنوع کو آگے بڑھانے میں کون سی چیز مانع ہے۔ اس لیے کہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ تنوع موجود ہے یا نہیں؟ جس طرح ہم سینہ بہ سینہ روایت حفص کو اپنائے ہوئے ہیں، اسی طرح اسلامی مغربی ممالک قراءت نافع اور قراءت ابی عمرو کو اپنائے ہوئے ہیں۔ تو جس طرح ہمارے ہاں 'تواترِ عملی' کی ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، حالانکہ اگر بنظر غائر دیکھیں تو امام حفص رحمہ اللہ کی روایت قاری عاصم رحمہ اللہ سے ہے، لیکن امام عاصم رحمہ اللہ کے جو دوسرے راوی شعبہ رحمہ اللہ ہیں، ان کی روایت ہمارے ہاں سینہ بہ سینہ موجود نہیں ہے۔ اگر آپ روایت شعبہ کا انکار کردیں، تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ قراءۃ عاصم کا انکار کررہے ہیں، تو قراءۃ عاصم کا انکار کرنے کے بعد روایت حفص کو کیسے باقی رکھیں گے کہ ایک ہی امام سے اگر روایت حفص ہے، تو اسی امام سے شعبہ رحمہ اللہ کی روایت بھی موجود ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ خود ایک امام کے اندر یہ تنوع پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے اماموں سے جو تنوع پایا جاتا ہے، اس کا انکار کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر آپ اس طرح کا دعویٰ کریں گے تو آپ اس 'تواترِ عملی' کا انکار کریں گے، جس کی بنیاد پر روایت حفص مسلمہ صورت اختیار کرتی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ روایت شعبہ کا انکار حقیقت میں قراءۃ عاصم کا انکار ہے اور قراءۃ عاصم کا انکار ہوگیا تو روایت حفص کی بنیاد ہی ختم ہوجاتی ہے۔ اس طرح اگر آپ کہیں گے کہ دنیا میں روایت حفص ہی ایک روایت ہے، تو دنیا میں جو دیگر روایتیں پائی جاتی ہیں اور امام حفص رحمہ اللہ کی قراءۃ کی طرح متداول ہیں تو آپ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کے قرآن مجید پڑھنے کا انکار کررہے ہیں، تو اتنے بڑے مسئلے کا آپ انکار نہ کریں، اس لیے کہ یہ چیز تعامل امت اور اجماع علماء سے ثابت ہے، جس کو آپ 'تواترِ عملی' کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

رشد: منکرین قراءات کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے اور عصر حاضر میں قراءات کے حوالے سے ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟

مولانا: جہاں تک قرآن مجید کا تنوع ہے اس کا انکار تو بہت خطرناک ہے۔ اس لیے کہ سبعة أحرف کا انکار تو متواتر حدیث کا انکار ہے اور متواتر حدیث کا انکار بہت خطرناک بات ہے، لیکن جہاں تک موجودہ قراءتوں کا تعلق ہے تو ان کی شکل اماموں کی روایات کی سی ہے۔ اس لیے کوئی شخص اگر کسی امام کو نہ مانے تو یہ تو ایمان کا حصہ نہیں ہے کہ وہ شخص مسلمان نہ رہے، اس بناء پر ہم ان اماموں کے نام سے قراءتیں نہ ماننے والوں کو کافر تو نہیں کہتے، اگرچہ یہ قراءتیں بھی ان آئمہ سے تواتر سے مروی ہیں اور ہمارے ہاں معروف یہی ہے کہ تواتر کا انکار کفر ہوتا ہے، لیکن اب صورتحال یہ ہے کہ فتویٰ میں ہم سب سے کمزور شکل کو سامنے رکھ لیتے ہیں۔ وہ فتویٰ یہ ہے کہ وہ لوگ جو مختلف تاویلوں کی صورت میں ان کا انکار کرتے ہیں تو اہل علم کا محتاط رویہ یہی ہے کہ تاویلوں سے کسی چیز کا انکار ہو تو اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ مخصوص اماموں کی نسبت سے قراءات کا انکار تو کفر نہیں ہے، جس طرح اگر کوئی شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو نہ مانے یا امام مالک، شافعی، امام بخاری یا امام جعفر صادق رحمہم اللہ کو نہ مانے تو ایمان جاتا نہیں رہتا، کیونکہ یہ امام تو بعد میں دنیا میں آئے ہیں اور ان لوگوں سے پہلے بہت لوگ گزر چکے، اس لیے میں ان اماموں کی قراءات کا انکار تو کفر نہیں سمجھتا، لیکن نفس قرآن کریم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنوع قراءات کے انکار کے بارے میں خطرہ ہے کہ اس سے کفر لازم آجائے۔ پھر بھی ہم ہلکا فتویٰ یہی دیتے ہیں کہ یہ انکار شدید ترین گمراہیوں میں سے ہے اس لیے کہ یہ انکار تاویل کے قبیل سے ہے اور تاویل سے انکار کرنے والا اہل علم کے نزدیک گمراہ ہوتا ہے۔

رشد: مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور کے 'موسوعہ قراءات' کے بارے میں تفصیل اور اغراض ومقاصد بیان فرمادیں۔

مولانا: اس وقت مجلس التحقیق الاسلامی کے تحت تین انسائیکلوپیڈیاز تیار ہو رہے ہیں، ان میں سے ایک 'موسوعہ قضائیہ' ہے جس میں نبی کریمﷺ سے لے کر عصر حاضر تک جتنے بھی فیصلے ہوئے ہیں اور ستاون اسلامی ممالک میں اسلام کے نام پر ہونے والے فیصلے اور غیر مسلم ممالک کی شریعت کونسلوں میں ہونے والے فیصلے، ہماری کوشش ہے کہ موسوعہ قضائیہ میں جمع کر دیں۔ ہمارا دوسرا پروگرام یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو سال میں رسائل وجرائد کا جتنا کام ہوتا رہا ہے ہم اس سب کا اشاریہ تیار کرنا چاہتے ہیں جس میں تمام رسائل وجرائد کا اشاریہ آجائے۔ یہ ہمارا دوسرا انسائیکلوپیڈیا ہے۔

ہمارا تیسرا انسائیکلوپیڈیا 'موسوعہ قراءاتِ قرآنیہ' ہے۔ ہمارا یہ سارا کام مجلس التحقیق الاسلامی کی نگرانی میں ہو رہا ہے اور كلّية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تعاون سے آگے بڑھ رہا ہے۔ میں اس سلسلے میں تفصیل کے بجائے اختصار سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا، اس لیے کہ اس کے تعارف پر رشد قراءات نمبر حصہ اول میں ہمارے بیٹے قاری فہد اللہ سلمہ نے تفصیلی مضمون لکھا ہے۔ دنیا کے اندر سب سے پہلا کام سبعة أحرف کو محفوظ کرنے کا تھا۔ قرآن مجید کی حفاظت کے سلسلے میں اصل چیز ادائیگی ہے، جس کو ہم تلاوت بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس ادائیگی کے لیے سب سے پہلے قرآن مجید کا تلفظ سیکھا جاتا ہے، اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کے لیے قاریوں کے ہاں تلقّی وتلاوت کی اصطلاح پائی جاتی ہے۔ تلقّی کی اِصطلاح تلفظ کے بارے میں استعمال ہوتی ہے، جبکہ سنت کی روایت میں یہ اصطلاح نہیں ہے، کیونکہ روایت سنت میں الفاظ کو اتنی اہمیت نہیں ہوتی، اس میں اصل شے مفہوم ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ اسی کو الفاظ میں بیان کیا جائے، جو نبی کریمﷺ اور ان کے صحابہ کی تعبیر ہے۔ سنت کے اندر تحمّل وادا یا تحمّل وروایت کی اِصطلاح استعمال ہوتی ہے، تو یہ سنت کے اندر حفاظت روایت کا طریقہ ہے۔ اس کے بعد حفاظت کی اصل شکل یہ رہی ہے کہ اس کو کتابت کے اندر لے آیا جائے، لیکن تقریباً پچیس تیس سال سے جو چیز دنیا میں تقریباً پھیل گئی ہے، وہ یہ ہے کہ حفاظت کے سلسلہ میں جدید الیکٹرانک میڈیا کو بھی استعمال کیا جائے۔

قرآن مجید کو کتابت یا الیکٹرانک ذریعے سے محفوظ کیا جائے یہ متبادل ذرائع ہیں۔ نبی اکرمﷺ کے زمانے میں کتابت موجود تھی، لیکن کم تھی اس لیے نبی کریمﷺ نے کتابت کا اہتمام تو کیا ہے، لیکن چونکہ قرآن مجید نبی کریمﷺ کے زمانہ میں اتر رہا تھا، اس لیے تلاوت کی حد تک پورا قرآن مجید محفوظ تھا اور صحابہ کی بڑی تعداد جو اپنے آپ کو اہل قرآن بھی کہلاتے تھے اور انہیں قراء بھی کہا جاتا تھا، وہ نبی کریمﷺ کے زمانہ میں موجود تھی۔ قرآن مجید کی کتابت کا اہتمام جنگ یمامہ میں قاریوں کی ایک بڑی جماعت کے شہید ہونے پر شروع ہوا تھا۔ کتابت ایک متبادل ذریعہ ہے ورنہ قرآن مجید کی اصل حفاظت ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ سے ہوئی ہے، یعنی قرآن مجید کی اصل حفاظت صدری حفاظت ہے، پھر بعد میں قرآن مجید کی حفاظت صدری ذریعہ کی طرح کتابت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کی گئی۔اسی طرح سنت کی حفاظت بھی صدری اور کتابی دونوں طرح سے ہوتی رہی ہے۔

قرآن مجید کی سب سے پہلی کتابی حفاظت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس طرح ہوئی کہ مکمل قرآن مجید کو ایک جگہ محفوظ کیا گیا، جبکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مکمل قرآن مجید کتابی صورت میں موجود نہیں تھا، بلکہ وہ ٹھیکریوں، چھلکوں اور ہڈیوں پر لکھا جاتا تھا، ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے محفوظ کرنے کا کام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کیا اور چونکہ یہ صفحات الگ الگ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ان کو اکٹھا کیا تو انہوں نے اس کا ایک مصحف تیار کرلیا، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ کام کو 'صحف ابی بکرؓ' بولتے ہیں، جبکہ جمع عثمانی میں قرآن کریم چونکہ ایک جلد میں تھا، چنانچہ اسے 'مصحف' کا نام دیا گیا۔

اس لیے ترتیب قرآنی جس میں 'سورتوں' کی ترتیب بھی شامل ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی، جبکہ سورتوں کی اندرونی ترتیب یعنی نظم آیات حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں مکمل ہو چکی تھی اور تلاوت کی صورت میں ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ میں موجود تھی۔آج تک قرآن مجید کی اصل حفاظت صدری ہی ہو رہی ہے اور تلفظ کی صورت میں قرآن مجید موجود ہے، جہاں تک اس کی کتابی حفاظت ہے وہ اضافی طور پر ساتھ چل رہی ہے اور یہ کام اسی طرح آگے بڑھتا رہے گا۔ان شاء اللہ

قرآن مجید کی چار روایتیں تو متداول صورت میں موجود ہیں اور وہ کتابت کی صورت میں طبع ہو رہی ہیں۔کتابی شکل میں قرآن مجید کی پہلی حفاظت تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کی۔چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سبعة أحرف کو مکمل جمع کرلیا گیا تھا، اسی لیے انہیں جامع قرآن کہا جاتا ہے، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کا نقش سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محفوظ کیا اور محفوظ کرنے کے بعد یہ اہتمام بھی شروع ہوا کہ اس کا رسم الخط کیا ہو؟ اس بارے میں آپ یاد رکھیں کہ یہ قریش کا رسم الخط تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہی مسئلہ درپیش ہوا کہ اگر قرآن مجید کو لکھنے میں اختلاف ہوجائے تو پھر کس رسم الخط کو اصل بنایا جائے اور باقی رسم الخط تابع ہوجائیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہوجائے تو "فاکتبوہ بلغة قریش" ''قریش کی لغت میں لکھو۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ قرآن مجید کا ابتدائی نزول چونکہ اصلا لغت قریش میں ہوا تھا، چنانچہ کتابت میں بھی وہی لغت اصل ہونی چاہیے۔تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصل رسم الخط قریشی قرار دیا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قریش کی لغت کے علاوہ باقی ساری لغتیں منسوخ ہوگئیں، جیسا کہ بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے۔قرآن مجید کے اندر سبعة أحرف کی صورت میں باقی لغات بھی موجود ہیں، لیکن رسم الخط کے اندر اصل کتابت قریش کے رسم الخط کو دی گئی ہے اور صرف قریش کے رسم الخط کو ہی نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جو کتابت تھی اس کو سامنے رکھا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کتابت کرنے والے بہت سے لوگ تھے اور ان میں سے ایک جلیل القدر صحابی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ مسلسل نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی کمیٹی کے اندر سرکردہ رکن کی حیثیت سے شامل رہے ہیں۔ان کو انصاری ہونے کے باوجود خاص طور پر تلقین کی گئی کہ قریشی رسم الخط کا اہتمام کریں۔

میں یہاں ایک نقطہ واضح کیے دیتا ہوں، جس میں بعض لوگوں کا اختلاف ہوتا ہے، تاکہ اس کی کوئی وجہ آپ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے آجائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب قرآن مجید کے تمام متنوع احرف کو جمع کر دیا اور قریش کے رسم الخط کو بنیاد بنایا اور انہوں نے جو قرآن مجید لکھوائے اس کے بارے میں ابوعمرو دانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ چار نسخے تھے، جبکہ ہمارے ہاں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ وہ آٹھ نسخے تھے۔ میرے نزدیک اس کی صحیح توجیہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے آٹھ نسخے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھوائے تو ان نسخوں میں سبعة أحرف کے اندر الفاظ کی بھی کچھ کمی بیشی کی تھی، مثلاً بعض نسخوں میں 'واو' اور 'ف' ہے، جبکہ بعض نسخوں میں نہیں یہ حروف نہیں ہیں۔ یہ فرق اصل میں سبعة أحرف میں موجود ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو چار نسخے لکھوائے تھے، ان میں تلاوت کا اختلاف تو موجود تھا، لیکن دنیا میں جو نسخے بھیجے گئے وہ آٹھ تھے۔ گویا ہم تنوع کو دیکھیں تو چار نسخے بنتے ہیں اور ترسیل آٹھ نسخوں کی ہوئی ہے۔ یہ ایک توجیہ ہے جو ہم نے آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بہر صورت اس کا اہتمام کیا تھا اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو متنوع قراءتیں پائی جاتی ہیں ان کے اندر الفاظ کی کمی موجود ہے، اگرچہ وہ 'ف' اور 'واو' کی ہو یا جس طرح حروف کو لمبا یا چھوٹا کرنا جسے صلہ وعدم صلہ کہتے ہیں کی قسم کی کمی بیشی ہو۔ آپ اس طرح کے اختلاف سے متوحش نہ ہوں کیونکہ خود زبر، زیر اور پیش الف، یا اور واؤ کا نصف کہلاتے ہیں، یعنی پیش نصف واؤ، زبر نصف الف اور زیر نصف یا ہے۔ اس لیے اگر آپ زبر، زیر اور پیش کو مانتے ہیں تو کچھ لمبا کرنے سے اگر صلہ پیدا ہو جاتا ہے تو یہ لہجہ وطرز کا اختلاف ہے۔ پھر یہ بھی نوٹ کریں کہ حرکات کے جس فرق سے قراءتوں کے ضمن میں ہم پریشان ہو جاتے ہیں وہ ایک روایت حفص ہی کے اندر بھی موجود ہے: ﴿اللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ﴾ اور ﴿اللهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ﴾

اس کا مطلب یہ ہے کہ زبر اور پیش کا فرق تو آپ کو ماننا پڑے گا، تو جب آپ نے یہ مان لیا تو پھر الف اور واؤ کا فرق بھی مان لیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ بالکل تنوع ہے ہی نہیں، غلط بات ہے۔ تنوع تو روایت حفص میں بھی موجود ہے۔ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ تنوع ہے اور تنوع کے وہی فوائد ہیں جو ائمہ کی علمی آراء کے فوائد ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی مسئلے کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کی تمام شکلیں ہمارے سامنے آجانے سے اور بلاغت کے متعدد اسالیب میں آجانے سے مخاطبین قرآن کے لیے قرآن فہمی آسان ہو جاتی ہے۔ الغرض جس طرح فقہ کا تنوع مفید ہے، اسی طرح قراءتوں کا تنوع بھی بڑی مفید چیز ہے۔

آپ نے سوال کیا تھا کہ 'موسوعہ قراءات' کیا چیز ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کو جمع کرنا تو سبعة أحرف کو جمع کرنا تھا، لیکن سبعة أحرف کتابی صورت میں تو عثمانی رسم الخط کے اندر محفوظ ہو گئے ہیں، جبکہ صدری صورت میں قاریوں کے ذریعہ سے منقول چلے آتے ہیں۔ جو روایت صدری صورت میں چلی آرہی ہے، اس میں ہمارے پاس دس قراءتیں ہیں، جن کی بیس (۲۰) روایتیں قراءات عشرہ صغریٰ میں ہیں اور اسی (۸۰) قراءات عشرہ کبریٰ میں۔ اس کے علاوہ بھی قراءتیں موجود ہیں، لیکن جس طرح مشہور آئمہ کے اَقوال ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں اور بہت سے اَقوال شاذ اور نادر کہلاتے ہیں، اسی طرح کئی قراءتیں بھی شاذ ونادر کہلاتی ہیں، ان قراءتوں کے بارے میں اہل علم کا فتویٰ یہ ہے کہ کیونکہ یہ شاذ قراءتیں ہیں اور تواتر سے ثابت نہیں، اس لیے نماز میں ان کی تلاوت نہیں کی جائے گی، البتہ جو تواتر سے ثابت ہے ان کی نماز میں تلاوت کی جائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا 'موسوعہ قرآنیہ' کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع ثالث کے بعد جمع رابع کی صورت میں کام کو آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلے میں جمہوریہ مصر کے ممتاز محقق قراءات ڈاکٹر لبیب السعید رحمہ اللہ نے کئی سال قبل توجہ دلائی تھی کہ قرآن مجید کی کتابت کی طرح اس کی صدری روایت کو بطور اداء کے ریکارڈنگ کی صورت میں محفوظ کرلینا چاہیے۔ ان کے اس فکر کو اہمیت دیتے ہوئے کئی اداروں نے کام کیا۔ اگرچہ ابتداءً شیخ الازہر نے تو اس کی مخالفت کی تھی، لیکن الحمدللہ علمی کام مخالفت کے باوجود آگے بڑھتا رہا۔ آج مصر کے اندر جامعہ ازہر ہی میں ایک لجنة مراجعة المصاحف بھی ہے، وہ برابر مطبوع اور مُسَجَّل مصاحف کی مراجعت کا کام بھی کرتی ہے اور قراءتوں کی مراجعت کا کام بھی۔ اس وقت تک قرآن مجید کے صوتی جمع کی صورت میں جو کام ہو چکا ہے، اس میں کچھ کام تو اذاعة القرآن، ریاض اور مدینہ منورہ کے كلِّية القرآن مل کر کیا تھا۔ دوسرا کام مروّج ومتداول قراءات کی ریکارڈنگ کے سلسلہ میں مجمّع ملك فهد نے کیا۔ مجمع نے قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی آواز میں امام ورش رحمہ اللہ کی روایت ریکارڈ کی، جو اگرچہ پوری نہ ہوسکی، اسی طرح مسجد نبوی کے امام الشیخ علی عبدالرحمٰن حذیفی حفظہ اللہ کی آواز میں امام قالون رحمہ اللہ کی روایت کی ریکارڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ روایت حفص میں تین قاریوں کا مکمل قرآن ریکارڈ کیا گیا ہے، جس میں ڈاکٹر قاری ایوب برماوی حفظہ اللہ، الشیخ قاری ابراہیم اخضر حفظہ اللہ اور قاری عبدالرحمٰن حذیفی حفظہ اللہ شامل ہیں۔

مختلف روایتوں میں ریکارڈنگ کے علاوہ مجمّع ملك فهد ابھی تک چار متعدد روایات میں مصاحف کی اشاعت بھی کر چکا ہے۔ اگرچہ اس کام میں ہم بعد میں شامل ہونے والے ہیں، لیکن اسے مزید آگے بڑھا رہے ہیں۔ اس سے پہلے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سوڈان بھی دو روایتوں کی طباعت کے سلسلہ میں اپنا کام کر چکا ہے۔ ہمارا کام جامعہ لاہور الاسلامیہ کے كلِّية القرآن اور کویت کے عالمی ادارے 'حامل المسك' کا باہمی تعاون ہے، جس میں اولاً تو بیس روایات کی ریکارڈنگ کا پروجیکٹ زیر تکمیل ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ تمام علوم جو كلِّية القرآن کے اندر اضافی طور پر پڑھائے جاتے ہیں، جس کے اندر علم ضبط، علم الفواصل، علم القراءات، علم الرسم اور علم الوقف وغیرہ جیسے علوم شامل ہیں، ان تمام کو عملی شکل میں ریکارڈ کروائیں۔ ہماری اس وقت ترجیح یہ ہے کہ صوتی صورت میں قرآن مجید کی ریکارڈنگ مکمل ہو جائے۔ اس سلسلے میں ہمارا كلِّية القرآن جو کام کر رہا ہے، اس نے ایک کمیٹی بنائی ہے، جس کے تحت ڈاکٹر حمزہ مدنی اس وقت تک ابوالحارث عن الکسائی، دوری عن الکسائی، ادریس عن خلف العاشر اور اسحاق عن خلف العاشر ان چار روایتوں میں مکمل قرآن مجید ریکارڈ کروا چکے ہیں، جبکہ باقی سولہ روایات میں ریکارڈنگ کا سلسلہ جاری ہے۔

مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور نے كلِّية القرآن میں ایک کمیٹی بنا رکھی ہے، جو اس ریکارڈنگ کی مکمل مراجعت کرتی ہے اور اس کے بعد یہ کام نشر ہوتا ہے۔ اب تک جو کچھ نشر ہوا، اس میں بطور نمونہ مختلف قراءتوں میں ریکارڈ شدہ تیسواں پارہ نشر ہوا۔ اس کے بعد پورا قرآن مجید بیس روایتوں میں ڈاکٹر حمزہ مدنی کی آواز میں نشر ہوا، جو کیسٹوں اور سی ڈیز کی شکل میں موجود ہے۔ مذکورہ چار روایتوں کی مراجعت كلِّية القرآن تو کر ہی رہا ہے لیکن ہماری خواہش ہے کہ مصر کی 'لجنة مراجعة المصاحف' سے بھی ہم اس کی مراجعت کروائیں۔ اس سلسلے میں تسجیلات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حامل المسك ان سے رابطہ کیے ہوئے ہے، اس طرح کام آگے بڑھے گا تو اس میں مزید علمی وتحقیقی معیار پیدا ہوجائے گا۔ اس طرح ہمارا ریکارڈنگ کا کام ڈاکٹر حمزہ مدنی کے ذریعہ سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ان بیس روایتوں کی ریکارڈنگ میں حمزہ صاحب کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شامل ہوجائیں، تاکہ یہ کام جلد پورا ہوسکے۔

'موسوعہ قراءات' کے ضمن میں جمع صوتی کا کام تو میں نے آپ کے سامنے ذکر کر دیا ہے۔ اب کچھ بات جمع کتابی کے حوالے سے بھی کر لیتے ہیں۔ جہاں ہم قرآن کریم کی صوتی جمع کی کوششوں میں شریک ہیں وہیں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اللہ توفیق دے اور ہم کتابی صورت میں بھی روایت حفص کی مثل دیگر بیس قراءات میں قرآن کریم طبع کروا کر اہل علم کے سامنے لے آئیں۔ یہ کام بھی كلّية القرآن اور کویت کے ادارے لجنة الزكاة للشامية والشويخ کے تعاون سے عرصہ تین سال سے جاری ہے۔ اس کا خیال ابتداء وہاں سے پیدا ہوا کہ جب قرآن مجید کی مختلف مصاحف کی بعض نمائشیں دیکھی گئیں تو اندازہ ہوا کہ لوگ تو قرآن مجید کی خطاطی کے مختلف اندازوں کے اظہار کے لیے متعدد قدیم وجدید نسخے نمائشوں میں پیش کرتے ہیں اور قرآن مجید کے نسخوں کے ضمن میں علمی سطح کی نمائشیں اس لیے منعقد نہیں ہوتیں کیونکہ علمی سطح پر قرآن مجید کی طباعت کا کام ہی بہت محدود سطح پر ہوا ہے۔ چنانچہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ کی توفیق سے متعدد غیر متداول قراءات میں قرآن مجید کی طباعت ہونی چاہیے اور قرآن کے سلسلہ میں علمی اشیاء منظر عام پر لانی چاہییں۔ اس ضمن میں جو پروگرام بنایا گیا اس کا رمزی نام 'جمع کتابی' تجویز کیا گیا۔ جمع کتابی کے سلسلے میں تا حال دنیا میں رائج چار متعدد روایات میں قرآن مطبوع ہیں، ہم نے ارادہ کیا ہے کہ جس طرح بیس روایتوں میں قرآن مبین ریکارڈ ہو رہا ہے، اسی طرح بیس روایتوں کے مصاحف چھپ کر نشر بھی ہوں۔

قرآن کریم کی جمع کتابی کے لیے ہم پچھلے دو تین سالوں میں كلّية القرآن کے فضلاء پر مشتمل دس بارہ افراد کی ایک کمیٹی تشکیل دی تھی، جس نے تقریباً ڈھائی، تین سال سے عملی طور اس کام کو کام کو شروع کر رکھا تھا۔ الحمد للہ یہ کام ایک سال قبل پورا ہو چکا اور ہم نے جن مصاحف کو مکمل کیا ہے ان میں سے ہر مصحف کی سات دفعہ مراجعت بھی اس ٹیم سے کروا چکے ہیں۔ آج کل یہ کام کمپوزنگ وغیرہ کے مرحلہ میں ہے اور جیسے جیسے یہ کام تکمیل کی طرف بڑھتا رہیگا ویسے ویسے اس کا تعارف بھی ہم کرواتے رہیں گے۔ اس سلسلے میں ہمارے کام کو فائنل کرنے میں ہمارا ازہر شریف کی 'لجنة مراجعة المصاحف' سے معاہدہ ہے، جس کی تقریبا تیرہ رکنی کمیٹی اس کام کی مراجعت نہائیہ کرے گی اور اس کے بعد یہ کام کویت کی طرف سے طبع ہو کر منظر عام پر آجائے گا۔ مزید برآں جس طرح بیس مصاحف کی علمی تیاری اور اس کی ابتدائی مراجعات کا کام دس بارہ افراد پر مشتمل ٹیم نے پاکستان میں مکمل کیا تھا، اسی طرح کمپیوٹر پر اس کام کے پورا ہونے پر اس کام کی پروف ریڈنگ کا کام بھی ہم ہی کریں گے۔

یہ تو ہے اداروں کی تفصیلی صورتحال، خلاصے کے طور پر میں ایک بار پھر ذکر کیے دیتا ہوں کہ ایک کام تو 'كلّية القرآن' اور 'اذاعة القرآن' کا ریکارڈنگ کے سلسلے میں ہے اور ایک کام 'مجمع ملك فهد' کا ہے، جو انہوں نے متداول روایتوں کی ریکارڈنگ اور طباعت کے سلسلہ میں کیا ہے۔ ان روایات میں سے دو پر کام سوڈان کے ایک ادارہ نے بھی کیا ہے۔ اسی طرح ہمارا كلّية القرآن کا کام حامل المسك کے ساتھ مل کر انہی خطوط پر آگے بڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے، جس میں طباعت اور صوتی ریکارڈنگ کا کام شامل ہے۔ یہ خلاصہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ مزید تفصیل قاری فہداللہ کے لکھے گئے مضمون میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

رشد: 'رشد' نکالنے کا پس منظر کیا تھا اور ادارہ رشد کی قراءات نمبر جیسی منفرد کاوش کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مولانا: ہم نے جب جامعہ کا کام دعوتی انداز میں آگے بڑھانے کا سوچا، تو میں نے سوچا کہ ہم علمی کام تو مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور کی طرف سے کر رہے ہیں اور چونکہ جامعہ کا تعلق عوام سے ہوتا ہے اس میں عوامی لوگ پڑھنے آتے ہیں، اس لیے عوام میں جامعہ کا تعارف ہونا چاہیے۔ ابتداء میں میں نے سوچا تھا کہ ایک ہفت روزہ رسالہ نکالا جائے، جو جامعہ کی سرگرمیوں سے متعلق ہو۔ 'رشد' کا ڈیکلیئریشن اسی غرض سے لیا گیا تھا کہ جامعہ کی خبریں اس میں شائع ہوں۔ یہ کام جامعہ کی خبروں کی صورت میں جامعہ کے اندر تو ہم کرتے رہے، لیکن اس کو باہر پھیلانے کے سلسلے میں ہمارا کام زیادہ منظم نہ ہوسکا، موقع بموقع ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ جامعہ کے طلباء واساتذہ کی توجہ سے 'رشد' کی اشاعت ہوتی رہی اور یہ جامعہ سے باہر بھی بھیجا جانے لگا، لیکن اس کی باقاعدہ اور باضابطہ ترسیل کی کوئی شکل نہ تھی۔

پھر ڈاکٹر حافظ حسن مدنی سے چھوٹے بیٹے حافظ انس مدنی نے کہا کہ میں 'رشد' کو جامعہ کے نمائندے کی حیثیت سے باقاعدہ نکالنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اس کی رجسٹریشن ترسیل کے لیے بھی کروالی تو پھر ہم نے اسے باضابطہ ماہوار کر لیا۔ اس سے پہلے اس کا زیادہ تعلق جامعہ کی خبروں سے تھا، لہٰذا موقع بموقع ہم اس کو ہفتہ وار، ماہوار اور سہ ماہی نکالتے رہے، لیکن اس کی باقاعدہ ترسیل چند سال پہلے شروع ہوئی اور جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور کے آرگن کے طور پر یہ اس طرح شائع ہونا شروع ہوا کہ اس میں جامعہ کے زیر تعلیم طلباء بھی مضمون لکھتے ہیں اور فضلاء واساتذہ بھی لکھتے ہیں، جبکہ بعض مضمون باہر والے لوگوں کی طرف سے بھی آجاتے ہیں۔ جس طرح جامعہ کے تحقیقی ادارے مجلس التحقیق الاسلامی کی طرف 'محدث' عرصہ دراز سے نکل رہا ہے، اسی طرح 'رشد' نے بھی 'محدث' کی سابقہ پوزیشن کے انداز پر کام شروع کیا ہے۔ اس میں جامعہ کی سطح پر خبریں بھی شائع ہوتی ہیں، جبکہ محدث میں ہم نے یہ طریقہ کار اختیار نہیں کیا، سوائے اس کے کہ کوئی خاص موقع ہو تو جامعہ کی خبر 'محدث' میں آجاتی ہے۔

باقی رہا کہ رشد کا قراءات نمبر تو اس ضمن میں کچھ باتوں کی وضاحت ہو جانی چاہیے۔ رشد میں جامعہ کی خبریں دینے کا ایک معنی تو یہ ہے کہ اس میں جامعہ کی معمولات کے اُمور پیش کر دیے جائیں اور ایک انداز یہ بھی ہے کہ جامعہ کا جو علمی کام ہے یا جو کچھ جامعہ تیار کر رہا ہے، وہ تیار شدہ کام سامنے آئے۔ تو جب جامعہ کے فارغ التحصیل یا جامعہ کے اساتذہ کے مضامین سامنے آئیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ جامعہ میں جو کھیپ کام کر رہی ہے، یہ ان کے افکار کا ایک تعارف ہے۔ جامعہ میں کلّیۃ القرآن کی کاوش ابتداء پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کی ایک یکتا کوشش تھی کہ اس انداز کا کام پورے پاکستان میں موجود نہیں تھا۔ اگرچہ کلّیۃ القرآن اب کئی اور جگہوں پر بھی کھل گئے ہیں، جو اچھا کام کر رہے ہیں اور ان میں مسابقت کی فضاء پائی جاتی ہے، لیکن جب یہ کلّیۃ القرآن کھلا تھا تو اپنے طور پر یہ ایک یکتا کام تھا۔ قرآنی علوم، جن میں علم القراء ات، علم الضبط، علم الفواصل، علم الوقف اور علم الرسم وغیرہ شامل ہیں، ان سے ابھی تک عوام متعارف نہیں ہیں، یہاں تک کہ علمی حلقے بھی اس سے پوری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح متعارف نہیں ہیں، تو ہم نے سوچا کہ ان علوم کو اور ان سے متعلقہ کلیہ کو علمی حلقوں میں متعارف کروایا جائے۔ نیز عوام کے اندر تنوع قراءات کے بارے میں جو شبہات پائے جاتے ہیں، ان کا ازالہ بھی ہونا چاہیے اور دنیا میں قرآن کریم پر جو کام ہو رہے ہیں ان کا تعارف بھی کروایا جائے، اس قسم کے اغراض ومقاصد کے پیش نظر ہم نے ارادہ کیا کہ جامعہ کے کلیہ القرآن کی طرف سے 'رشد' کا ایک قراءات نمبر نکالا جائے۔

یہ قراءات نمبر کلّیۃ القرآن اور مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور کے تعاون سے سامنے آرہا ہے۔ اتفاق ایسا ہے کہ عرصہ دو تین سال سے ڈاکٹر حمزہ مدنی سلمہ مجلس التحقیق الاسلامی کے ناظم اور کلّیۃ القرآن کے مدیر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے بھرپور محنتوں اور کوششوں سے یہ پروگرام بنایا ہے۔ ابتداء میں یہ ایک محدود پروگرام تھا جو بعد ازاں پھیل گیا۔ اب یہ نمبر تین ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آرہا ہے۔ اس قراءات نمبر میں جو چیزیں اوپر میں نے ذکر کی ہیں تمام کی تمام موجود ہیں۔ جب علماء کرام ان علوم سے متعارف ہوں گے تو عوام کو بھی متعارف کرانا آسان ہو جائے گا، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی کوشش ہے جو علماء کی حد تک کامیاب رہے گی اور عوام کی حد تک جو کوششیں زیادہ کامیاب ہو سکتی ہیں وہ محافل قراءات ہیں۔ اصل میں کوئی بھی چیز اس وقت ہی عوامی بنتی ہے، جب اس کی اشاعت کا سلسلہ بہت زیادہ ہو جائے۔ ابھی جو 'رشد' کی اشاعت خاص ہے، علماء کی حد تک اُمید ہے کہ کامیاب ہو جائے گی۔ علماء میں بھی مختلف میدانوں میں کام کرنے والے لوگ ہیں اور وہ اپنے اپنے میدان سے تو واقف ہوتے ہیں، لیکن قرآن مجید سے متعلقہ علوم سے واقف نہیں ہوتے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید سے متعلقہ علوم سے بھی ان کو متعارف کرایا جائے۔ میرے لیے انتہائی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس خاص نمبر میں لکھنے والے تقریباً اسی فیصد مضمون نگار جامعہ کے فضلاء ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جامعہ کی ایک بہت بڑی کاوش لوگوں کے سامنے آئے گی کہ ہمارے جامعہ نے کیسے لوگ تیار کر رکھے ہیں اور وہ اپنے مقاصد سے کس حد تک واقف ہیں۔

رشد: اس سلسلے میں طلباء کی تیاری کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

مولانا: جہاں تک طلباء کی تیاری کا تعلق ہے، تو یہ کسی رسالے کے ساتھ اس طرح نہیں ہوتی۔ ایک تو ہوتا ہے کہ طلباء کو مضامین کی تیاری کی مشق کروائی جائے۔ یہ مقصود تو کسی رسالے سے پورا ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ طباعت صرف ان چیزوں کی ہوتی ہے جو ایک معیار پر ہوں، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ جو لوگ اس میدان میں اہل قلم بن کر آگئے ہیں، ان کی مزید بہتری اور ترقی کے لیے 'رشد' ممد ومعاون ہے۔ ویسے کوئی مجلّہ اس غرض سے شائع کرنا کہ اس سے طلباء کی تیاری ہو جائے گی ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ طباعت کے اخراجات ہی اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ ان کو اس غرض سے برداشت ہی نہیں کیا جا سکتا۔

رشد: 'رشد' پہلے تو 'جامعہ لاہور الاسلامیہ' کا ترجمان تھا، لیکن اب ہمارا احساس ہے کہ اسے تمام مدارس اور ہر مسلک کا ترجمان بنایا جانا چاہیے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

مولانا: میری رائے یہ ہے کہ ہمیں اسلام کا نمائندہ بننا چاہیے، اس وقت اصل ضرورت اسلام کی نمائندگی کی ہے۔ اپنے مسلک کی نمائندگی یا اپنے مسلک کی ترویج واشاعت کے لیے لوگ کام کر رہے ہیں۔ کوئی شخص آئمہ اربعہ کا تعارف کرواتا ہے یا ایک فقہ کا پابند ہو جاتا ہے تو ہم اس کی حوصلہ شکنی نہیں کرتے، اسی طرح ہم کسی مسلک کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہتے، اس لیے میری سوچ یہ ہے کہ ہمیں اسلام کا نمائندہ بن کر کام کرنا چاہیے۔ اگر یہ دینی مدارس کا ترجمان بنے گا تو میری خواہش ہوگی کہ تمام دینی مدارس کا ترجمان بنے، بلکہ صحیح الفاظ میں میں یہ کہوں گا کہ اس کا مقصد دین اسلام کی ترجمانی ہونا چاہیے اور اسی نقطہ نظر سے ہم اسے آگے بڑھائیں۔ باقی جہاں تک اس کی اشاعت کا تعلق ہے تو اشاعت تو حالات کے مطابق ہوتی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے جامعہ کا تعارف کرانے کے لیے خود اپنے جامعہ کے متعلقین کے اندر ضرورت تھی، ہم وہاں تک بھی کام کرتے رہے، حتی کہ ایسا بھی ہوتا رہا کہ 'محدث' جامعہ کے مختلف اداروں کی رپورٹوں کے لیے کام کرتا رہا، پھر ایک وقت آیا کہ ہم نے اسے عوام میں متعارف کرانا شروع کر دیا۔ اب اگر اس کی ترسیل عوامی ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عوامی ترجمان بن رہا ہے اور عوام کو منظم کر رہا ہے۔ بہر حال رشد کی قراءات نمبر کے سلسلے میں کاوش ایک اچھوتی کوشش ہے۔ اگرچہ 'قرآن نمبر' تو متعدد رسالوں نے ایک سو کے قریب نکالے ہیں، لیکن قراءات کے تعارف میں کتابیں تو موجود ہیں، لیکن اس موضوع پر مجلّہ یا جریدہ شائد پہلی دفعہ منظر عام پر آرہا ہے۔

رشد: رشد کی بہتری کے لیے آپ کیا تجاویز دینا چاہیں گے؟

مولانا: دنیا میں ہر چیز کی انتہاء ہے، لیکن کمال کی انتہا نہیں ہوتی۔ اس لیے کسی کام کے لیے میں یہی خوبی سمجھتا ہوں کہ اس کا ہر قدم آگے بڑھ رہا ہو۔ اس لیے میرے نزدیک 'رشد' کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس کا ہر قدم آگے بڑھ رہا ہے اور یہ برابر ترقی کرتا جا رہا ہے اور اس کا ہر شمارہ پہلے شمارے سے بہتر ہوتا ہے۔ نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہوتا ہے، اس لیے یہ وقت کانٹ چھانٹ کا نہیں ہے، اس لیے کہ پودے جب بڑھ جاتے ہیں تو ان کی کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ابھی تو اس کے پھیلنے کا وقت ہے، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو کام بھی ہو رہا ہے وہ بڑا قابل قدر ہے اور میں اپنے ساتھیوں اور عزیزوں کو اس سلسلے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی کوششیں بڑی کامیاب ہیں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو بارآور کرے۔ آمین

رشد: قراءات کے طلباء کے نام اگر آپ کوئی پیغام دینا چاہیں تو!

مولانا: ہمیشہ قوت اپنے اصل کے ساتھ ہوتی ہے۔ عام طور پر سائنسی ایجادات میں بعد میں آنے والی چیز پہلے سے بہتر ہوتی ہے لیکن ہمارا دین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے اور نبی کریم ہی اسوہ کامل اور نمونہ ہیں۔ اس لیے قرآن مجید کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کو اس طرف لے جائیں جس طرح نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید پڑھا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے بھی حکم یہی دیا ہے کہ ان عربی لہجوں میں پڑھو جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے عربی لہجے تھے۔ مجھے افراط اور تفریط کی دونوں راہیں ذکر کر کے آپ کو بتانا ہے کہ صحیح راہ کیا ہے۔ ایک تو اس میں تفریط کی راہ یہ ہے کہ اتنی زیادہ بے احتیاطی سے کام لیا جائے کہ قرآن مجید مخارج اور اس کی صفات کا لحاظ ہی نہ رکھا جائے۔ قرآن مجید میں لحن کی ایسی غلطی اہل علم کے لیے تو گوارہ نہیں ہونی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے عوام کے اعتبار سے تو اس میں کسی حد تک چھوٹ دی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص تجوید کے ساتھ قرآن نہیں پڑھتا اس کا قرآن قرآن نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کے اندر یہ رعایت رکھی ہے کہ جو قرآن مجید کو مشکل سے پڑھتا ہے، اس کا پڑھنا اس کے لیے کافی ہے، لیکن اہل علم میں اتنی کمزوری نہیں ہونی چاہیے کہ وہ تجوید کا اہتمام نہ کریں۔ یہ تو ایک پہلو ہے، اب دوسرا پہلو قراء سے متعلقہ ہے کہ تجوید کے اہتمام کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی اصل عنایت خشوع اور خضوع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔قرآن مجید کے خشوع اور خضوع کو جتنا بڑھایا جا سکتا ہے بڑھایا جائے،لیکن خشوع اور خضوع کے ساتھ اگرچہ نبی کریم ﷺ نے حسن صوت کے ساتھ پڑھنے کو ترجیح دی ہے لیکن آواز کے اندر ایک ہوتا ہے تصنع اور ایک ہوتا ہے آواز کے اندر بے تکلفانہ حسن، چونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ ''میں تکلف کرنے والوں سے نہیں ہوں۔''

تو آپ ﷺ نے تکلف کو پسند نہیں کیا۔قرآن مجید میں تجوید وقراءات کے اہتمام کے ساتھ ساتھ خشوع وخضوع کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے،لیکن اس میں افراط وتفریط اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ قرآن مجید کی موسیقی کے قواعد کے مطابق ترتیل کی جانے لگی ہے اور تلاوت میں بھی موسیقی کا سا اُتار چڑھاؤ، جس میں ایکوسسٹم اور لاؤڈ سپیکر کا استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح آوازوں میں اتار چڑھاؤ پیدا کرنے کے لیے ہاتھوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ چیز اگر تکلف کی حد تک بڑھ جائے تو مجھے خدشہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ایسے لوگوں پر صادق آجائے، جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ''ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کو تیروں کی طرح تیکھا کر کے پڑھیں گے۔''اس میں غالباً آپ کی مراد یہی ہے کہ قرآن مجید میں تصنع بڑھ جائے گا اور اس کا قدرتی خشوع وخضوع متاثر ہوگا،تو جس میں تصنع بڑھ جائے ایسی صورت سے بچنا چاہیے۔قراءات کے طلباء کو میں خصوصاً یہ تلقین کرنا چاہوں گا کہ ان کے اندر تصنع کے بجائے خشوع وخضوع زیادہ ہونا چاہیے اور یہی قرآن مجید کی فطری صورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ نبی کریم ﷺ نے اجازت دی اور عام طور پر قراءات کے طلباء جماعت بھی کرواتے ہیں تو ان کے ہاں صورتحال یہ بن گئی ہے کہ اچھی آواز والا شخص اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ قاریوں کے اندر نخوت سب سے پہلے پیدا ہوجاتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے اندر آواز ہی سب کچھ ہے، اس کے علاوہ کسی چیز کی اہمیت نہیں ہے۔ یہ نخوت قرآن مجید کے ساتھ لگا نہیں کھاتی اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«إن الله يرفع بهذا الكتاب ويضع به آخرين»

''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ کچھ قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے اور کچھ کو گراتا ہے۔''

ایسا نہ ہو کہ قرآن مجید کا مقصد نظر انداز کر کے ہم گر جائیں۔اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انسان تواضع اختیار کرے اور ساتھ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی دوسرے پر سرکشی نہ کرے، تو قاری حضرات کو ان چیزوں کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھنا چاہیے۔ اس کے علاوہ قاری حضرات کا یہ جو جذبہ ہوتا ہے کہ ہماری زیادہ خدمت کی جائے، یہ بہر صورت کوئی اچھا جذبہ نہیں ہے۔آپ قرآن مجید کو اس کی خدمت کے جذبہ سے پڑھیں اور اس کے لیے پیسوں کا لالچ نہ کریں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد میں جہاں فرمایا ہے کہ ''ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کو تیکھا کر کے پڑھیں گے''، وہاں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''وہ دنیا کے طالب ہوں گے۔'' اس لیے قرآن مجید کے طالب میں دنیا کی طلب نہیں ہونی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جہنم کی آگ جن لوگوں سے بھڑکائی جائے گی، ان میں سے ایک وہ قاری ہوگا جس نے قرآن ریا کے لیے پڑھا۔''

اس لیے میں اس معاملے میں نہ افراط پسند کرتا ہوں اور نہ تفریط۔ اس معاملے میں ریا سے بچنے کی جو شکل ہے وہ ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ اچھی آواز والا نماز ہی نہ کرائے یا اچھا قرآن مجید ہی نہ پڑھے، یہ بات تو نبی کریم ﷺ نے قبول نہیں کی۔ اس لیے اعتدال کی راہ یہ ہے کہ انسان جتنی بھی اچھی آواز سے پڑھ سکتا ہے پڑھے اور خصوصاً جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ سنتے ہوں تو مزید اچھی آواز میں قرآن کریم پڑھنے کی تاکید موجود ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ نے تلاوت سنی تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری تلاوت سن رہا تھا،تم نے بہت اچھی تلاوت کی۔تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ! اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ میری تلاوت سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوش الحانی سے پڑھتا۔اس کا معنی یہ ہے کہ کسی کے سامنے خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھنا منع نہیں ہے،لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب قاری کے اندر نہ تو نخوت پیدا ہو اور نہ ریا۔

میں یہاں ایک اور بات ذکر کرنا چاہوں گا کہ جتنا کام فقہ پر ہوا ہے اتنا تحقیقی کام قرآن مجید کے علوم پر نہیں ہوا، حالانکہ قرآن مجید ہماری شریعت کی پہلی چیز ہے۔نبی کریم ﷺ قرآن مجید لے کر آئے اور قرآن مجید کا پہلا حق یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔قرآن مجید کے خلاف غیروں نے اتنا کچھ بھر دیا ہے اور ہم نے اس سلسلے میں ابھی بہت تھوڑا کام کیا ہے۔ابھی بھی ہمارے قاری حضرات کا زور اس کے حسنِ تلاوت پر زیادہ ہے۔قرآن مجید کے علوم کے بارے میں جو سوالات اٹھتے ہیں ہمارے قاری حضرات ان پر کام کے لیے تیار نہیں ہیں۔اس لیے میں ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ قرآن مجید کے ان علوم پر جو خاص طور پر مستشرقین اور متجدّدین نے لوگوں کے اندر جو تشکیک پیدا کی ہے، سب سے پہلے اس کا ازالہ کریں۔اس کے بعد قرآن مجید کے علوم کا تعارف کرائیں۔اس کے تعارف کے اندر ایک بڑی چیز جو قراءتوں کا تنوع ہے اس کے ساتھ قرآن مجید کے اندر کیا معنوی حسن پیدا ہوتا ہے اور قرآن مجید کے مفاہیم کے اندر کیا توسع اور عالمیت پیدا ہوتی ہے، اس کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔اس لیے کام کرنے کے لیے ابھی بہت بڑا میدان پڑا ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ اس سلسلے میں کوئی کام نہیں ہو رہا۔سعودی عرب وغیرہ میں تو یہ کام ہو رہا ہے،لیکن عالمی سطح پر یہ کام ہونا چاہیے۔

میں جب قراءات کے بارے میں اہل علم قراء کی کتابیں دیکھتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ برصغیر کے علماء قراء نے بڑا کام کیا ہے،لیکن جب میں عام قاریوں کو دیکھتا ہوں تو میری بڑی حوصلہ شکنی ہوتی ہے کہ وہ نہ تو قراءتوں کے علوم سے اس طرح واقف ہیں اور نہ صحیح طرح قرآن مجید کے علوم ہی سے واقف ہیں۔میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کو ہمارا متعارف رواج بن جانا چاہیے اور اس کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔اس لیے قراءات کے طلباء کو میں خصوصاً یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن مجید کو پڑھنے میں خشوع اور خضوع کا دھیان رکھیں اور قرآن مجید کی علمی خدمات کی طرف آگے بڑھیں اور اس وقت جو بھی علمی سوالات موجود ہیں، ان کا باقاعدہ جواب دیں۔اس سلسلے میں ہمارا کام اتنا کم ہے کہ ابھی تک سبعة أحرف کی تشریح عوامی نہیں بن سکی، یعنی لوگ ابھی تک اس میں الجھے ہوئے ہیں، لہٰذا اس کو اتنا متعارف کرانا چاہیے کہ یہ چیز عوامی بن جائے۔جب تک کوئی چیز عوامی نہ بنے اس وقت آپ سمجھیں کہ وہ 'عرف' نہیں بنا۔اس لیے اسے 'عرف خاص' سے 'عرف عام' بنانے کیے لیے بھرپور جدوجہد کرنی چاہیے۔

انٹرویو پینل: حضرت حافظ صاحب! ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ طبیعت کی ناسازی اور دیگر جملہ مصروفیات کے باوجود آپ نے ہمیں موقع فراہم کیا۔ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ جیسے علماء اور بڑوں کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے اور ہم اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمات، محنتوں اور کاوشوں کا اجر دنیاوی آسانیوں اور اخروی فلاح وفوز کی صورت میں عطا فرمائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ